حکایاتِ عثمانی

ملک محمد عثمان

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رَّبِّ زِدۡنِی عِلۡمًا

میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

مرشدما حضرت مولانا رومؒ

علم کو تن پرستی کے لیے استعمال کیا جائے تو سانپ بن جاتا ہے۔
علم سے دل کی دنیا آباد کی جائے تو یار و مددگار بن جاتا ہے۔

حکایتِ عثمانی

مصنف: ملک محمد عثمان

ادارت: محمود انور

پہلا ایڈیشن اگست 2021

ISBN 978-627-7523-00-8

<u>دار الحکمة الخالدیه</u>

مکان نمبر 91 ویلی ویو روڈ رفیع بلاک فیز 8 بحریہ ٹاؤن راولپنڈی پاکستان

صدر : ملک محمد عثمان
نائب صدر: محمود انور

فون: +92-336-5920218
فون: +92-315-6468475

malik_muhammadusman@yahoo.com
Mehmood.anwar@gmail.com



پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی توفیق، رسول مکرم ﷺ کی عنایت، اولیاء عظام سے استفادہ اور محترم اساتذہ سے تعلیم کے بعد ہی ان حکایات کو پیش کرنا ممکن ہوا۔

یہ سو حکایات جو نفسیاتی، معاشرتی، نظریاتی اور روحانی پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں امید ہے کہ ہر عمر اور ہر استعداد کے حامل افراد کے لیے ایک بہترین تحفہ شمار ہوں گی۔

حکمت مؤمن کی کھوئی ہوئی میراث ہے۔ اور ان حکایات کو اس کھوئی ہوئی میراث کے ضمن ہی میں مطالعہ کرنا چاہیے۔

میں یہاں بالخصوص ذکر کرنا چاہوں گا جناب محمود انور صاحب کا جنہوں نے انتھک محنت اور انتہائی روحانی جذبے کے ساتھ ان حکایات کی کتابت، گرافکس اور اشاعت کو ممکن بنایا اور مزید برآں ان حکایات کی پروف ریڈنگ میں بھی میری معاونت فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کی یہ کاوش قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

راقم الحروف کو اپنی کم مائیگی کا پوری طرح احساس ہے اور ایسی تمام تجاویز کو جو اس کتاب میں موجود نقائص کی طرف متوجہ کریں، تہہ دل سے قبول کیا جائے گا۔

ملک محمد عثمان

پیش لفظ

پیشِ نظر کتاب "حکایاتِ عثمانی" میں ملک محمد عثمان صاحب نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ سادہ اور عام فہم زبان میں روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور حکایات سے نفسیاتی، معاشرتی، نظریاتی اور روحانی حکمت کی تعلیم کا سامان مہیا کیا ہے۔

ملک صاحب سے میرا 90 کی دہائی سے ایک دیرینہ تعلق استوار ہے اور میں نے ہمیشہ ہی سے ان کی مدبرانہ فکر، حسنِ اخلاق اور مثبت شخصیت سے سبق سیکھتے ہوئے اپنے امورِ زندگی کو بہتر بنایا ہے۔

مارچ 2021 کے آغاز میں جب ملک صاحب نے اپنی فیس بک پروفائل پر حکایتوں کو شئیر کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالی مجھے اس پراجیکٹ کا حصہ بنائے اور پھر میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار ملک صاحب سے کیا جو کہ انہوں نے قبول کر لی اور مجھے اس کتاب کو مرتب کرنے، پروف ریڈنگ، گرافکس اور اشاعت سے متعلقہ امور کو دیکھنے کی اجازت فرمائی۔ اور میں مشکور ہوں عامر شہزاد صاحب کا جنہوں نے اس کتاب کی کپوزنگ کی اور نمرہ خان صاحبہ کا جنہوں نے نہات ذاتی دلچسپی کے ساتھ اس کتاب کے گرافکس پر کام کیا۔

ملک عثمان صاحب کی زیرِ نگرانی پروف ریڈنگ کے دوران مجھے کئی بار اس کتاب کے مطالعہ کا موقع ملا اور ملک صاحب کی علمی رہنمائی کے سبب مجھ پر زندگی کے بہت سے مخفی حقائق منکشف ہوئے بالخصوص اس بات کا ادراک ہوا کہ اعلی انسانی شعور اور اعلی انسانی اخلاق ہی کسی بھی شخص کی بیداریِ روح کا سبب ہیں جو انسان کو ایک معمولی دنیاوی زندگی سے آزاد کر کے اصل مقصدِ حیات کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے لکھی گئی ملک صاحب کی یہ تصنیف یقیناً ایک بہترین کاوش ہے، میں ملک صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان کی اس محنت کا ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کی مزید تصانیف سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

محمود انور

فہرست حکایات







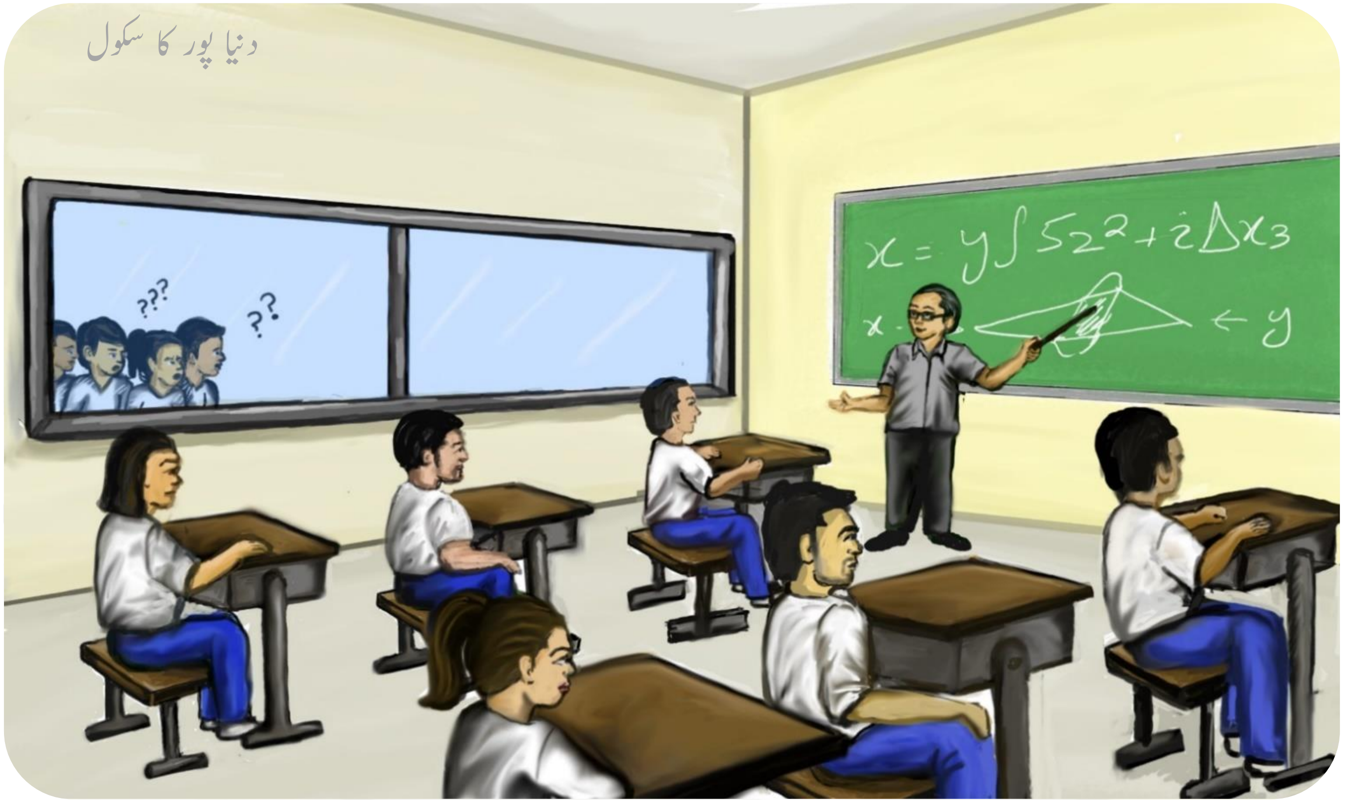





دنیاپور کا سکول

دنیا پور ایک وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا شہر ہے جو نہ صرف جغرافیائی لحاظ سے مشہور ہے بلکہ اس میں روزگارِ حیات کے گوناگوں طریقے اور مواقع بھی موجود ہیں۔

اسی دنیاپور کے ایک سکول میں پہلی سے لے کر دسویں تک کلاسیں تھیں۔ ہر کلاس کے لیے الگ الگ کمرہ تھا۔ مختلف اساتذہ اپنے اپنے مضامین پڑھاتے، تاہم کچھ اساتذہ ایسے بھی تھے جن کو ایک سے زیادہ مضامین پر دسترس حاصل تھی۔



ایک دن پہلی کلاس کے کچھ طالب علم دسویں کے کلاس روم کی کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر اندر جھانکنے لگے۔ اندر کلاس ہو رہی تھی اور ایک ٹیچر دسویں جماعت کے بچوں کو پڑھا رہا تھا۔ چھوٹی جماعت کے بچے کافی دیر تک کھڑکی سے لگے سنتے رہے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ وہ حیران ہو کر اپنی کلاس میں واپس چلے گئے۔

اگرچہ دنیاپور کے اس سکول میں پہلی سے دسویں تک تمام بچوں کا سکول یونیفارم ایک ہی تھا لیکن ان کا فہم اپنی اپنی کلاس کے حساب سے درجہ بہ درجہ مختلف تھا۔

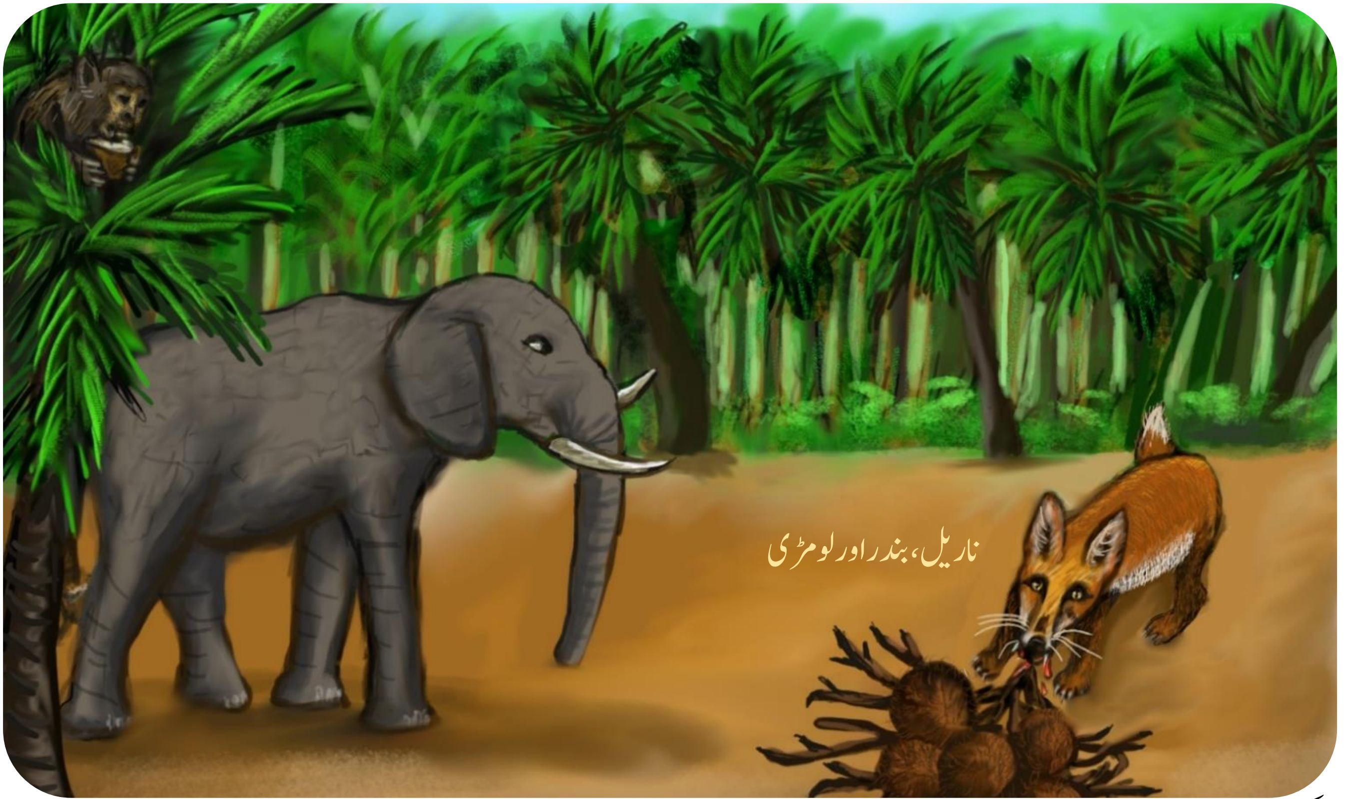
اشارات:

دنیاپور	:	یہ دنیا
پہلی کلاس	:	فہم کی ابتدائی منزل
دسویں کلاس	:	فہم کی ترقی یافتہ منزل
یونیفارم	:	لوگوں کا بظاہر ایک جیسا نظر آنا

ناریل، بندر اور لومڑی

ایک دن ایک لومڑی کا ایک جزیرے سے گزر ہوا جہاں کثیر تعداد میں ناریل کے درخت تھے۔ اس نے دیکھا کہ بندر ناریل کو توڑتے اور ان کی گری نکال کر کھا جاتے۔ ناریل کے چھلکوں کو وہ بندر ادھر ہی پھینک دیتے۔

یہ دیکھ کر لومڑی نے ناریل اکھٹے کرنے شروع کر دیے۔ اس نے ایک جھاڑی کے قریب ناریل کا ڈھیر لگا لیا۔ اب اسے فکر لاحق ہوئی کہ ناریل کے ڈھیر کو اپنی کھوہ تک کیسے پہنچائے۔ اسے ایک ترکیب سُوجھی، اس نے اپنے منہ سے ایک



گھنی جھاڑی کو توڑا، تمام ناریل اس جھاڑی کے اوپر رکھے اور اسے اپنی کھوہ کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اس عمل سے اس کا منہ اور پنجے زخمی ہو گئے اور جسم دُھول مٹی سے اٹ گیا۔ الغرض اس کا برا حال ہو گیا۔

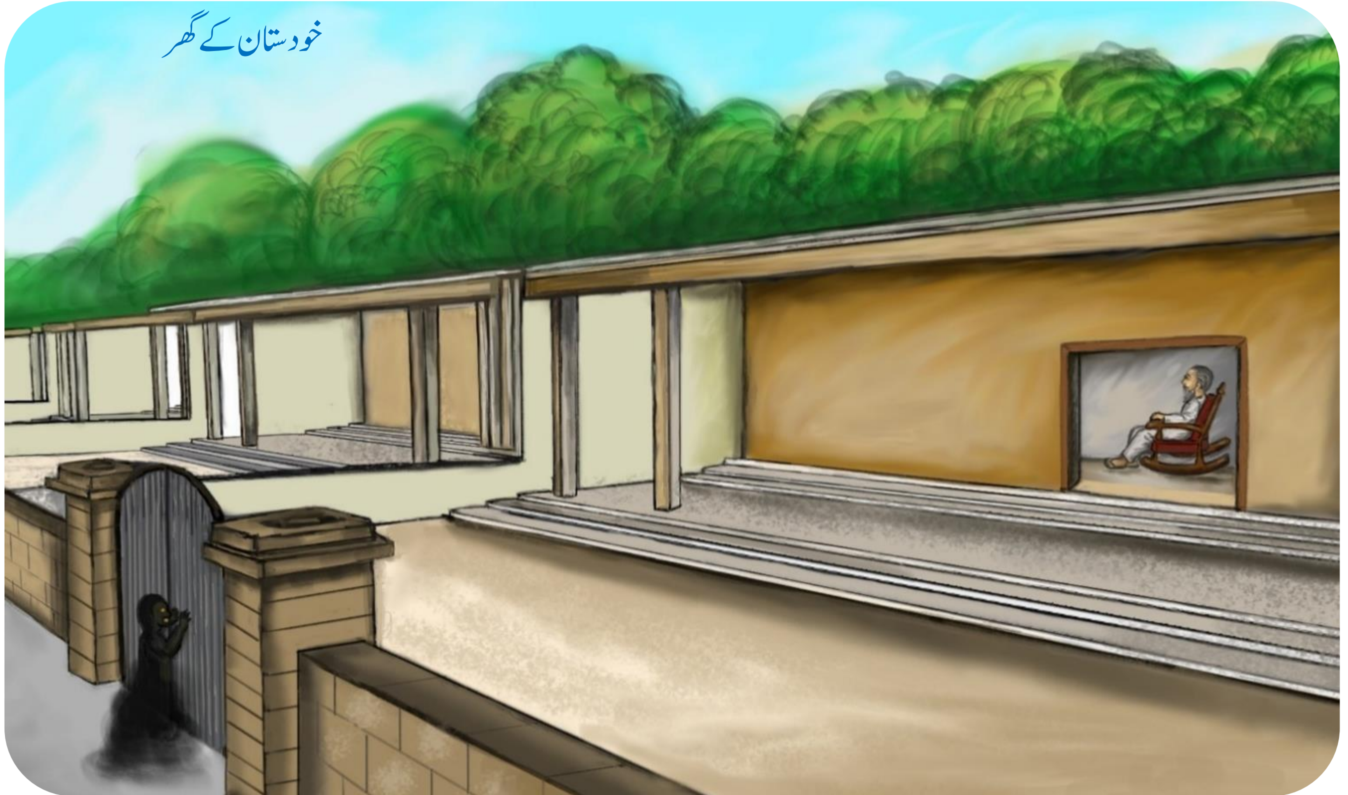
راستے میں اس کی ملاقات ایک دانا ہاتھی سے ہوئی۔ ہاتھی نے لومڑی سے کہا تم یہ ناریل کہاں لے جا رہی ہو۔ لومڑی نے جواب دیا؛ میں نے بندروں کو ناریل کھاتے دیکھا اور میں انہیں اپنی کھوہ میں لے جا رہی ہوں۔ ہاتھی نے کہا بندر تو بس اس کی گری ہی کھاتے ہیں۔ اس کے چھلکوں کا بوجھ کب اٹھاتے ہیں۔ اور لومڑیاں تو ناریل کھاتی ہی نہیں، پھر یہ بے کار مشقت کس کام کی۔

اشارہ:	علم اس مغز، گری (Essence) کا نام ہے جو قلب میں اتر جائے، علم کتابوں کے بوجھ اور القابات کا نام نہیں۔

خودستان کے گھر

خودستان ایک ریاست ہے جس میں حکومت نے خبردار کررکھا ہے کہ گھروں کے نقشے ایک خاص طرز پر ہوں گے۔ جن گھروں کی کنسٹرکشن منظور شدہ نقشے کے مطابق نہیں ہوگی ان گھروں کو کمپلیشن سرٹیفکیٹ نہیں دیا جائے گا۔

ایک گھر کے لیے معیاری نقشہ کیا ہونا چاہیے اس پر بہت بحث ہوئی اور پھر کافی سوچ بچار کے بعد ایک بنیادی نقشہ بنایا گیا۔ یہ نقشہ ریاست کے تمام گھروں کے لیے بطور ریفرنس استعمال ہوگا۔ اس نقشے میں لازمی قرار دیا گیا کہ گھر کے پچھلے کمروں اور داخلی گیٹ کے درمیان ایک خاص فاصلہ ہونا چاہیے۔ داخلی گیٹ ایک



کشادہ صحن میں کھلے گا۔ اندر آنے والا کوئی بھی شخص پہلے صحن میں داخل ہو گا، پھر صحن عبور کر کے کمروں کے آگے بنے برآمدہ تک پہنچے گا اور پھر برآمدے سے گزر کر پچھلے کمروں کے دروازے تک آئے گا۔

یوں پچھلے کمرے تک پہنچنے کے لیے چار رکاوٹیں تھیں۔ داخلی گیٹ، کشادہ صحن، برآمدہ اور پچھلے کمرے کا دروازہ۔ان تمام مدارج سے گزر کر ہی کوئی شخص پچھلے کمرے تک پہنچ سکے گا۔

ریاست خودستان کے تمام لوگوں نے اس نقشے کو خوب سراہا کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ نقشہ ان کو گھر میں داخل ہونے والی کسی ناگہانی چیز سے تحفظ فراہم کرتا تھا۔ داخلی گیٹ اور پچھلے کمرے کے درمیان والی رکاوٹیں ان کے لیے فاصلے کا اہتمام کرتی تھیں اور یہ فاصلہ سکون کا باعث تھا۔

اشارات:

خودستان	:	انسانی شخصیت
داخلی گیٹ	:	احساسات اور جذبات کے داخلے کی جگہ
داخلی گیٹ اور پچھلے کمرے کا فاصلہ	:	شخصیت کا ظرف
پچھلا کمرہ	:	مرکزی شعور۔ شخصیت کا مرکز۔ قلب

مٹی کی بلبل

ایک آرٹسٹ نے مٹی سے ایک بلبل بنائی۔ دور سے دیکھنے والا ہر شخص اس کو اصلی بلبل ہی سمجھتا تھا، تاہم قریب آنے پر



معلوم ہوتا کہ وہ ایک مٹی سے بنی نقلی بلبل تھی۔ جس کی ظاہری رنگت تو بلبل کی طرح تھی لیکن بلبل کی اندرونی ذات اور اوصاف کے حوالے سے اس میں کچھ بھی موجود نہ تھا۔

نہ تو اس میں بلبل کا دماغ تھا اور نہ ہی اس کا گل و گلزار سے کوئی تعلق تھا۔

اشارات:		
بلبل کا ظاہر	:	ظاہری حواس
بلبل کا باطن	:	باطنی حواس
گل و گلزار	:	کائنات کے لطیف رموز

لٹو

ایک بچے کے پاس خوبصورت لٹو تھا۔ لٹو پر کئی طرح کے ڈیزائین بنے ہوئے تھے۔ جب بچہ لٹو کو زور سے گھماتا تو اس گھومتے ہوئے لٹو پر کوئی ڈیزائین واضح نظر نہ آتا۔ ایسے لگتا کہ تیز گھومتے ہوئے لٹو کی اپنی اصلی ذات اس گردش میں کھوگئی ہو۔

لیکن جب وہی لٹواس گردش سے باہر نکل آتا اور رک جاتاتواس کے اصلی خدوخال پھر سے نمایاں ہو جاتے۔

اشارہ:	جو لوگ گردشِ زمانہ میں حد سے زیادہ حصہ لیتے ہیں ان کے اپنے ذاتی اوصاف خود ان سے چھپ جاتے ہیں-اور اگراس پر استمرار کیا جائے تو خودی اپنی پیچان ہی کھو دیتی ہے۔



ہوس

کسی دیہاتی کے پاس ایک بکری تھی جو کچھ زیادہ ہی کھاؤ قسم کی تھی۔ دن بھر چارہ چرتی مگر اس کا پیٹ نہ بھرتا۔اسی طرح ایک روز وہ صبح سے شام تک چرتی رہی مگر جیسے اسے جوع البقر کا مرض تھا۔وہ سیر نہ ہوئی۔

سرِشام اس نے دیہاتی کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا تو اندر داخل ہو گئی۔ کمرے میں اسے دانوں کی ایک بوری نظر آئی۔ اس نے دانتوں سے بوری میں سوراخ کیا اور دانے کھانے شروع کر دیے۔ ایسے میں حد سے زیادہ دانے کھانے سے اس کا پیٹ پھُول گیا۔ وہ صحن میں واپس آئی اور چکرا کر گر گئی۔ اس کا پیٹ پھولا ہوا تھا اور منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔



دیہاتی نے یہ ماجرا دیکھا تو ہر ممکن کوشش کی کہ اس کا کوئی علاج کر سکے لیکن بکری قریب المرگ ہو گئی، چناچہ اس کو قصاب خانے لے گیا۔

اشارات:

دیہاتی	:	انسان
بکری	:	ہوس
پیٹ پھولنا	:	ہوس کا انسان کو قابو کر لینا
قصاب خانہ	:	انجام

بہاروں کا بیٹا

قصہ ہے اک گلشن کا
جس میں آنا جانا تھا
بہاروں اور خزاؤں کا
بہاروں نے جب آنا ہوتا



خزاؤں کو تھا جانا ہوتا
خزاؤں کی جب باری ہوتی
بہاروں کی تیاری ہوتی
اک بار لیکن ایسا ہوا
الجھ پڑا خزاؤں سے

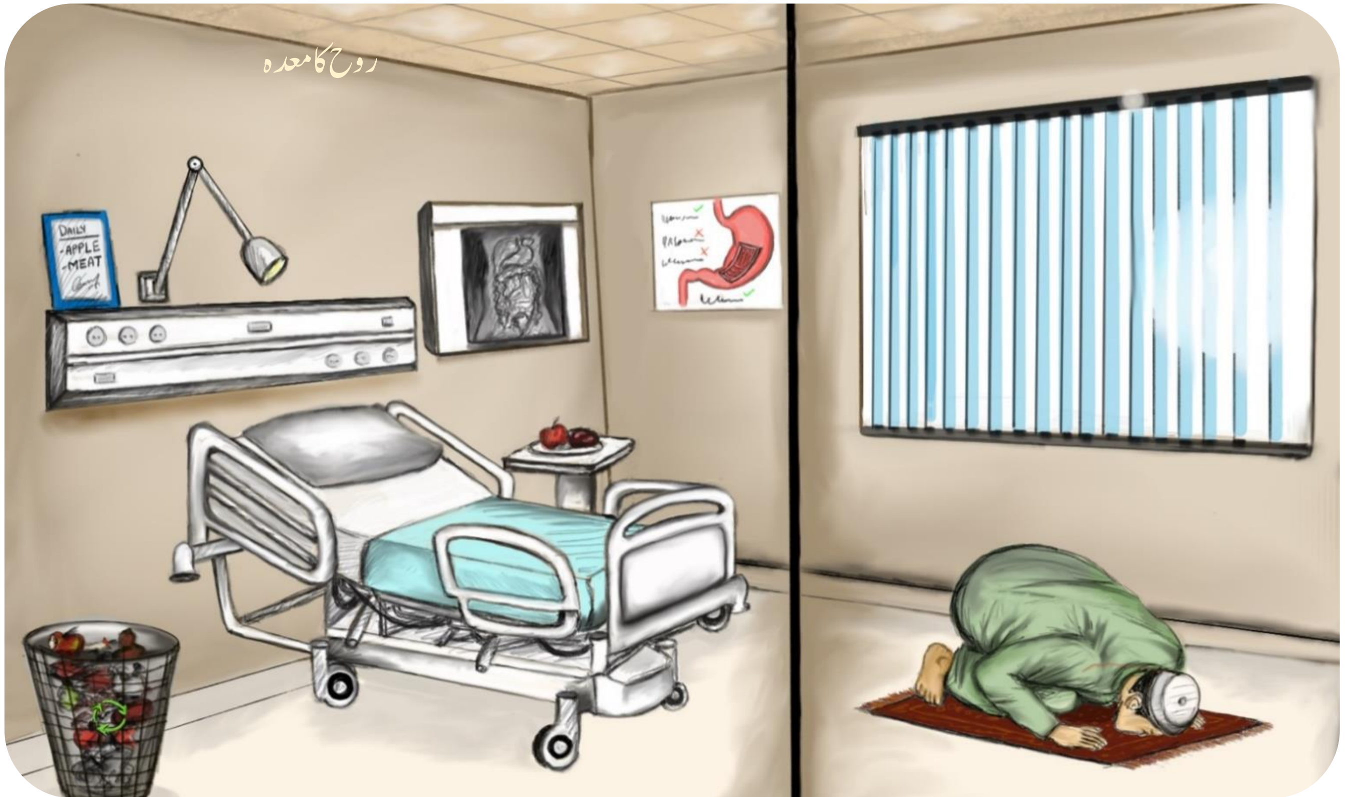
بیٹا ایک بہاروں کا
ایسے چلا ہے صدیوں لیکن
پر پکا دستور نہیں
ہم کو جانا منظور نہیں
یہ گلشن بس ہمارا ہے
اور سارے کا سارا ہے

اشارہ: کوئی رسم قدیم تو ہو سکتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ صحیح بھی ہو۔

روح کا معدہ

ایک نوجوان کا رنگ پیلا پڑ گیا تو اسے فکر لاحق ہوئی۔ ایک سیانے نے اسے مشورہ دیا کہ سیب کھایا کرو۔ اس میں موجود وٹامنز تمہاری رنگت کو پھر سے سرخ کر دیں گے۔ نوجوان نے سیب کھانا شروع کیے لیکن اس کی رنگت میں کچھ فرق نہ آیا۔ سیب کھانے سے اُلٹا اس کی طبیعت بھاری رہنے لگی۔

ایک بزرگ نے اسے بتایا کہ کلیجی کھایا کرو یہ تمھارے جسم میں خون بڑھائے گی۔اس نے بزرگ کی بات مانتے ہوئے کلیجی کھانا شروع کر دی لیکن اس سے بھی اسے کچھ فائدہ نہ ہوا الٹا اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔



جب کمزوری زیادہ ہو گئی تو اس کے کچھ دوست اسے ایک طبیب کے پاس لے گئے۔ طبیب نے بغور معائنے کے بعد اسے بتایا کہ تمہارا معدہ صحیح کام نہیں کر رہا اور تمہیں معدے کے علاج کی اشد ضرورت ہے۔ معدے کی اصلاح کے بعد ہی کوئی غذا تمہیں تقویت پہنچائے گی۔

نوجوان نے معدے کا علاج کرایا اور پھر صحت مند غذائیں کھائیں، تھوڑے ہی عرصے میں وہ تندرست و توانا ہو گیااور اس کے چہرے کی سرخی بھی لوٹ آئی۔

اشارات:

رنگ پیلا پڑنا	:	اخلاقی اور روحانی کمزوری
سیب، کلیجی	:	عبادات- مناجات
معدہ	:	روح کی عبادت کو ہضم کرنے کی استعداد
علاج	:	اپنے آپ کو معیاری، اخلاقی اور روحانی نظام میں ڈھالنا

سینگ اور سرمایہ

ایک بھینس کے سر پر دو نوکیلے سینگ تھے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ یہ سینگ تم نے کاہے کو سر پے سجا رکھے ہیں۔ بھینس نے کہامیرے سر میں سرمایہ ہےاور یہ سینگ اس سرمائے کی حفاظت کرتے ہیں۔



یہ سن کر پوچھنے والے نے کہا تیرا اصل سرمایہ تو دودھ ہے جو روزانہ تمہارے تھنوں سے نکال لیا جاتا ہے اور توخاموش کھڑی رہتی ہے۔

اشارات:

سرمایہ	:	انفرادی عقلی استعداد
سینگ	:	اپنی عقلی استعدادپر شدت سے انحصار کرنا
دودھ	:	روحانی ذوق جو عقلی استعداد سے بڑھ کرایک صلاحیت ہے
دودھ نکال لیاجانا	:	روحانی ذوق کے حصول کااس زندگی میں دورانیہ جو ختم ہوتا جا رہاہے

کیکر کا بیٹا

جنگل میں کیکر کا ایک بہت بڑا درخت بڑی شان سے کھڑا تھا۔ ہر طرح کی گرمی سردی برداشت کرتا لیکن اس کی استقامت میں کوئی فرق نہ آتا۔ ایک دن کیکر کے ایک بیٹے نے اپنے باپ سے کہا کہ ہم کتنا عرصہ پاؤں زمین میں دبائے یوں ہی کھڑے رہیں گے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ دوسرے جانداروں کی طرح چلیں پھریں۔

کیکر نے بیٹے کو جوب دیا؛ ہمارا رزق زمین اور آسمان ہمیں مسلسل پہنچاتے رہتے ہیں ۔ ہمیں رزق کی تلاش



میں اِدھر اُدھر دوڑنا نہیں پڑتا اور پھر دیکھو یہ انسان ، یہ مویشی خود چل کر ہمارے پاس آتے ہیں، پرندے ہمارے اوپر گھونسلے بناتے ہیں، ہواؤں کی ڈیوٹی ہے کہ ہمارے پاس آ کر جھولیں، بادلوں کو حکم ہے کہ ہمارے اوپر برسیں۔ یہ سب ہماری استقامت کی وجہ سے ہے اور یہ استقامت ہمیں بہت عزیز ہے۔

اشارہ:	استقامت ایک دن ضرور نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔

درزی اور سلائی مشین

ایک درزی صبح سویرے اپنی دکان کھولتا اور شام تک کپڑے سیتا رہتا۔ صبح سے شام مشین چلا کر وہ مشکل سے ایک جوڑا کپڑے ہی تیار کر پاتا۔ پھر اس نے سلائی مشین پر برقی موٹر لگالی جس سے اس کے کام میں تیزی آگئی۔اب وہ روزانہ دو جوڑے کپڑے سی لیتا تھا۔

اس نے بہت کوشش کی کہ وہ اس سے بھی زیادہ کپڑے س لیکن اس کی استطاعت میں مزید اضافہ نہ ہو سکا۔



اصل میں اس کی دکان میں لگے گھڑیال کی حرکت، سلائی مشین کی رفتار اور اس کی مہارت اس سے بہتر نتیجہ پیدا ہی نہیں کر سکتے تھے۔ اس کو بہر حال اسی پہ اکتفا کرنا تھا۔

اشارات:

درزی	:	انسان
سلائی مشین	:	انسان کی اس دنیا میں انفرادی صلاحیت
برقی موٹر	:	نشوونما
گھڑیال	:	اس جہاں میں دی گئی فرصت

رامو کا تانگہ

رامو کے پاس ایک اچھی نسل کا گھوڑا تھا جو اس نے تانگے کے ساتھ جوت رکھا تھا۔ یوں یہ اس کے لیے روزی کا ایک ذریعہ تھا۔

ایک دن رامو نے اپنے گھوڑے کو بتایا کہ ولایت میں گھوڑوں کی ایک دوڑ ہوتی ہے جسے ڈربی کہتے ہیں، اس دوڑ میں کئی اعلیٰ قسم کے گھوڑے حصہ لیتے ہیں۔ رامو کی بات سن کر گھوڑے نے کان کھڑے کر لیے۔



پھر رامو نے بتایا کہ ڈربی جیتنے والے گھوڑے کو کروڑوں روپے کا انعام ملتا ہے۔ گھوڑے نے یہ سنا تو پہلے تو خاموش ہو گیا، پھر وہ اچانک رامو سے مخاطب ہوا اور کہا۔ ہم گھوڑوں کو نہ تو پیسوں کا استعمال آتا ہے اور نہ ہی پیسوں کی کوئی اور ضرورت ہوتی ہے، پھر یہ کروڑوں کا انعام کس کام کا۔

رامو نے کہا، پگلے یہ پیسے اگرچہ گھوڑا جیتتا ہے لیکن ملتے یہ گھوڑے کے مالک کو ہی ہیں۔

اشارہ: محنت کا ثمر محنت کرنے والے کے لیے متجانس (ہم جنس) ہونا چاہیے، ورنہ وہ اس کی ذات کو فائدہ نہیں دیتا۔

بولنے والی کار

ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی لاہور پہنچی۔ لاہور پہنچتے ہی فرنٹ سیٹ بولی، واہ کتنی سہولت سے میں لاہور پہنچ گئی، بالکل فریش۔ ڈیش بورڈ بھی اسی طرح اترایا کہ وہ پوری چمک دمک میں ہے اور اسکے چہرے پر سفر کی کوئی تھکان نہیں ہے ۔

پھر ان دونوں نے مل کر ٹائروں کی خوب غیبت کی کہ کیا ہی گندی مخلوق ہے، پتہ نہیں کس کس گند میں پاؤں مار مار کر لاہور پہنچے ہوں گے۔

بولنے والی کار



ٹائروں نے یہ سنا تو بولے بلاشبہ ہم طرح طرح کے حالات سے گزر کر لاہور پہنچے ہیں اور ہماری جان غلاظت سے اٹی ہوئی ہے، لیکن اگر ہم یہ سب کچھ نہ جھلیتے تو تم لوگ یوں صاف شفاف لاہور کیسے پہنچ جاتے۔

ان سب کی یہ گفتگو سن کر کار کا ڈرائیور جس کے ہاتھ میں چابی تھی کافی دیر تک مسکراتا رہا۔

اشارہ: جو لوگ کائنات کے حقیقی نظام کو سمجھتے ہیں وہ مراتب میں فرق کے باوجود سارے درجوں کی مخلوق کی یکساں قدر کرتے ہیں۔

زمان ومکان

پہاڑوں کے درمیان ایک ندی شمال سے جنوب کی طرف بہہ رہی تھی۔ ندی کا پاٹ خاصا چوڑا تھا، پانی کی رفتار تیز تھی اور ندی کے بہنے کا شور پوری وادی میں سنائی دیتا تھا۔

روزانہ کئی درخت پہاڑوں کے اطراف سے ٹوٹ کر اس ندی میں گرتے اور پانی میں شمال سے جنوب کے رخ بہہ جاتے۔ تاہم ایک درخت ندی کے اس پار کنارے پر مضبوطی سے کھڑا تھا۔ وہ اپنے ہم نفسوں کو شمالاً جنوباً بہتے دیکھتا لیکن خود اس ندی کی گرفت سے قطعی آزاد تھا۔



اشارات:

ندی	:	دنیا
پانی کا بہاؤ	:	وقت کا دھارا-زمان
ندی کا پاٹ	:	مکان
شمال سے جنوب	:	فرصت عمل سے انجام کی طرف
ندی میں بہہ جانا	:	زمان و مکاں کی گرفت میں ہونا
ندی سے باہر کھڑا ہونا	:	زمان و مکان کی گرفت سے آزاد ہونا

موبائل فون

ایک لڑکا جب ہاسٹل میں رہنے کے لئے گیا تو اس کے والدین نے اسے ایک آئی فون اور کنکشن سم لے کر دی۔اس کیلئے کچھ جیب خرچ بھی مقرر کیا تاکہ وہ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ اپنے فون میں کچھ بیلنس بھی رکھ سکے اور اس طرح اپنے والدین سے رابطہ استوار رکھے۔



وہ فون اور بیلنس کا بے کار استعمال کرتا اور کم ہی کبھی اس نے اپنے والدین سے رابطہ کیا۔اکثر اس کے پاس والدین کو کال کرنے کے لیے بیلنس بھی باقی نہ ہوتا۔

ایک رات اچانک اس کے سینے میں سخت تکلیف ہوئی۔اس نے چاہا کہ وہ اپنے والدین سے رابطہ کر کے انہیں اپنی تکلیف کے بارے میں بتائے، لیکن بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے اسے کال کرنے کی سہولت دستیاب نہیں تھی۔

وہ شدید تکلیف میں تھا، کمرے میں تنہائی تھی، باہر سخت اندھیرا تھا اور بازار بھی بند ہو چکا تھا، وہ بے بس ہو گیا اور اسی بے بسی میں اس جہاں سے رخصت ہو گیا۔

اشارات:

لڑکا	:	غافل آدمی
آئی فون	:	شعور، خودی
سم	:	خودی کے اندر کا گوہر جو حقائق سے تعلق پیدا کرتا ہے
بیلنس	:	خودی یا شعور کے گوہر کا استحکام
ہاسٹل	:	دنیاوی زندگی
والدین	:	اعلیٰ حقیقت

خود ساختہ دنیا

کسی جدید شہر میں واقع ایک نئی ہاؤسنگ سکیم میں چند خالی پلاٹوں میں زیرِ زمین چوہوں کی بستی تھی۔ زمین کے نیچے ہی نیچے انہوں نے کئی بلیں بنا رکھی تھیں۔ یہی ان چوہوں کی تمام دنیا تھی۔ اسی میں بسیرا کرتے اور اسی میں سے مٹی اور کیڑے مکوڑے کھا کر گزارا کرتے۔



ایک بڑے چوہے نے نوجوان چوہوں کو اس بات کا یقین دلا رکھا تھا کہ یہ ہماری زیر زمین چوُہی دنیا ہی اصل دنیا ہے اور اس سے بڑھ کر تمنا اور جستجو کرنا عبث ہے۔ اس بڑے چوہے نے نوجوان چوہوں کو یہ بھی بتا رکھا تھا کہ ہم چوہوں کو ہمیشہ افقی حرکت ہی کرنی ہے۔ کوئی بھی ایسی حرکت جو عمودی سمت میں ہو وہ ہمارے لیے خطرناک ہو گی۔ یوں وہ سب چوہے ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔

پھر اچانک ایک کنسٹرکشن کمپنی نے ان خالی پلاٹوں کی کھدائی کا کام شروع کر دیا۔ جوں ہی ایکسکیویٹر کا پہلا پھاوڑا زمین پر

پڑا، زیرِ زمین چوہی دنیا میں قیامت برپا ہو گئی۔ جوُں جوں کھدائی ہو رہی تھی چوہوں کی زیرِ زمین دنیا تباہ ہو رہی تھی۔ بے بس چوہے اپنے داناؤں کی طرف دوڑے لیکن وہ تو خود بھی گھبرائے ہوئے اور حوصلہ ہارے ہوئے تھے۔ ایسے میں چوہے اپنی بلوں سے نکل کر اوپر کی طرف بھاگے اور دوڑتے دوڑتے سڑک پر آ گئے۔

یہ کیا! وہ اس بیرونی دنیا کی روشنیاں اور وسعتیں دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ یہ سڑکیں، یہ بنگلے، یہ آب و ہوا اور دلکشی، زیرِ زمین رہتے ہوئے ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔

وہ یہ سوچ کر پچھتا رہے تھے کہ چوہی دنیا کے داناؤں نے انہیں خواہ مخواہ اتنا عرصہ دراز تک عمودی حرکت کرنے اور اس جنت ارضی کے حصول سے محروم رکھا۔

اشارہ:	اکثر لوگ اپنی خود ساختہ دنیا کے باسی ہوتے ہیں اور اس امر سے غافل ہوتے ہیں کہ کائنات بہت وسیع و عریض ہے اور رنگ و نور سے مزین ہے۔

بیدار خان کی سائیکل

بیدار خان کو اس کے والدین نے سائیکل لے کر دی۔ وہ ابھی چھوٹا تھا اور سائیکل چلانے پر پوری طرح قادر نہ تھا۔ وہ سائیکل چلاتے ہوئے اپنا توازن برقرار نہ رکھ پاتا اور اس کوشش میں کئی بار زمین پر آ گرتا۔

رفتہ رفتہ وہ بڑا ہو گیا اور اس نے سیٹ پر بیٹھ کر پورے توازن کے ساتھ سائیکل چلانا سیکھ لی۔ اب سائیکل اس کے مکمل کنٹرول میں تھی اور وہ جب اور جیسے چاہتا اسے لیے پھرتا۔ ایک دن اس نے سائیکل کے ہینڈل سے ایک ہاتھ چھوڑ کر دیکھا اور کچھ عرصہ بعد دونوں ہاتھ چھوڑ کر بھی سائیکل چلائی۔

کبھی کبھی وہ زور سے پیڈل مار کر دونوں پاؤں اٹھا لیتا اور دونوں ہاتھ بھی چھوڑ دیتا۔ ایسے میں اسے لگتا کہ وہ سائیکل سے آزاد ہو کر بھی سفر کر سکتا ہے۔



اس نے اپنے ایک دوست کو بتایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ایک دن وہ یوں ہی سائیکل چلاتے ہوئے اپنے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور سائیکل سے آزاد ہوتے ہوئے ہوا میں اڑنا شروع کر دے۔ اس کے دوست نے اسے بتایا کہ ایسا تو ممکن نہیں اور اگر وہ ایسا کرے گا تو گر کر زخمی ہو جائے گا۔

بیدار خان اسی کوشش میں لگا رہا اور کئی بار گر کے زخمی بھی ہوا لیکن ان زخموں نے اس کا شوق مزید گہرا ہی کیا۔

اسی کوشش میں پھر ایک خوشگوار صبح کو وہ سائیکل لے کر نکلا۔ یہ ایک سیدھی سڑک تھی جس کے دونوں طرف ہریالی تھی۔ اس نے زور سے پیڈل گھما کر دونوں پاؤں اٹھا لیے اور ساتھ ہی دونوں ہاتھوں کو بھی ہینڈل سے اٹھا کر ہوا میں بلند کر دیا۔ اس نے خود کو اوپر کی طرف حرکت دی اور آنکھیں بند کر لیں۔ عین اسی لمحے اس کے ہاتھ کسی آسمانی قوت نے تھام لیے۔ سائیکل لڑکھڑاتی ہوئی سڑک کے پاس کھائی میں جا گری اور بیدار خان ہوا میں بلند ہو گیا۔

اشارات:

بیدار خان	:	روحانی طور پر بیدار آدمی
سائیکل	:	جسم۔ یہ مادی دنیا
کھائی	:	قبر
آسمانی قوت	:	کائنات میں موجود روحانی قوتیں

لومڑی درزن

دورستان کے جنگل میں ایک لومڑی رہتی تھی جس نے درزن کا کام سیکھا ہوا تھا۔ جنگل میں جب بھی کوئی جانور مرتا تو یہ اس کی کھال اتار کر اپنے لیے کپڑے سی لیتی۔ یہ کپڑے پہن کر وہ ہر قوم کے فنکشن میں شامل ہوتی اور اپنی اس کاریگری پر فخر محسوس کرتی۔

کبھی کبھی اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا کہ تم ایسا کیوں کرتی ہو۔ جب تمہاری اپنی ذات لومڑی ہے تو پھر یہ بہروپ کیا معنی رکھتے ہیں۔ اگر تمہیں سنورنا ہی ہے تو اپنی اندرونی ذات کو سنوارو۔ یہ بہروپ صرف ایک وقتی فائدہ ہے جس کو دوام حاصل نہیں ہے۔



لومڑی بہرحال اپنے ضمیر کی اس آواز کو نظرانداز کرتی رہی اور اس نے اپنا درزن کا پیشہ نہ چھوڑا۔

وہ اسی طرح کھالوں کے لباس سی کر خود کو اور دوسروں کو دھوکہ دیتی رہی۔ پھر اچانک ایک دن ایسا ہوا کہ لومڑی بیمار پڑ گئی۔ رفتہ رفتہ اس کی بیماری میں شدت آ گئی۔ اس دوران اسے اپنے وہ تمام بہروپ یاد آئے جو اس کی ذات کا اصلی حصہ نہ تھے۔ وہ اکیلی رہ گئی، اسے بہت گہرا احساس ہوا کہ اس نے تمام عمر بہروپوں میں ہی گزار دی اور کبھی اپنی اصل ذات کو پہچاننے اور سنوارنے کی کوشش نہ کی۔

اشارات:

اصل ذات	:	انسان کی وہ ذات جو مرنے کے بعد قائم رہتی ہے
بہروپ بدلنا	:	خود کو چیزوں اور عہدوں کے ساتھ اس شدت سے منصوب کرنا کہ اپنی اصل ذات بھول جائے۔
اپنی ذات کو پہچاننا اور سنوارنا	:	اس دنیا میں اپنی استعداد اور صلاحیتوں کو استعمال کر کے اپنے شعور کو کائناتی شعور (cosmic consciousness) کے ساتھ ہم آہنگ (Harmonize) کرنا۔

جبل الکون

فردین گاؤں کے شمال میں ایک بہت بڑا پہاڑ تھا۔ جس کا نام جبل الکون تھا۔ دور سے دیکھنے پر وہ ایک شیر کے دھڑ کی طرح معلوم ہوتا اور گاؤں کے لوگ اسے ایک عظیم فرد کی طرح جانتے تھے۔

ایک دفعہ گاؤں کے کچھ لوگوں نے اس پہاڑ کے قریب جانے کا فیصلہ کیا۔ کئی دنوں کے سفر کے بعد جب وہ اس پہاڑ کے اندر تک پہنچ گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس پہاڑ کو وہ ایک فرد کی طرح سمجھتے تھے، دوسرے اعتبار سے وہ ویسا نہ تھا۔



انہوں نے پہاڑ پر طرح طرح کے جنگلات دیکھے۔ ان جنگلات میں طرح طرح کے پرندے، چرندے اور درندے تھے۔ پہاڑ سے کئی چشمے نکلتے تھے جو بل کھاتی ہوئی ندیوں کی شکل میں ڈھل جاتے۔ نہ جانے اس عظیم پہاڑ کے بطن میں اور کیا کیا تھا۔ یہ سب دیکھ کر وہ دنگ رہ گئے۔

جب وہ واپس گاؤں آئے اور انہوں نے پیچھے مڑ کر جبل الکون کی طرف دیکھا تو وہ ویسا ہی ایک عظیم الجثۃ فرد تھا۔لوگوں کے لیے جبل الکون کا ایک فرد کی طرح ہونا اور پھر اس انفرادیت میں کثرت ہونا ایک نیا علم تھا۔

کچھ لوگ اب باقاعدہ اس امر میں متفکر ہوتے کہ جبل الکون کی وحدت اور کثرت میں کسی طرح کا ضرور کوئی تعلق ہے۔ فردین گاؤں کے لوگوں نے طے کیا کہ وہ جبل الکون کے بطن میں موجود مزید امکانات اور امکانات کی اس کثرت کے جبل الکون جیسے عظیم فرد سے تعلق کے بارے میں تحقیق کرتے رہیں گے۔

اشارہ: کائنات ایک جہت سے وحدت اور دوسری جہت سے کثرت ہے۔اس وحدت اور کثرت کے تعلق کا علم ایک بڑی دانائی ہے۔

دروازہ

ایک معمار نے اپنے رہنے کے لیے کمرہ بنانا شروع کیا۔ زمین ہموار کی، بنیادیں بنائیں اور دیواریں کھڑی کرنا شروع کردیں۔

وہ کمرے کی دیواریں اونچی کرتا گیا حتیٰ کہ دیواریں اس کے سر سے بلند ہو گئیں۔ وہ خود دیواروں کے اندر کی طرف تھا، اس نے باہر کھڑے مزدوروں سے کہا کہ مزید اینٹیں اندر کی طرف پھینکو تاکہ وہ دیواروں کو اور اونچا کرسکے۔یوں کمرے کی دیواریں اتنی بلند ہو گئیں کہ اندر باہر کا رابطہ ناممکن ہو گیا۔



اس معمار کا خود کو دوسروں سے علیحدہ رکھنے کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ اس نے اس کمرے میں کوئی دروازہ نہ رکھا تاکہ کوئی اس کے معمول میں مخل نہ ہو۔یوں وہ اپنے ہی کمرے کی بلند ہوتی ہوئی دیواروں میں قید ہو گیا۔

جب اسے گھبراہٹ ہوئی تو اس نے اندر سے آوازیں لگائیں کہ مجھے باہر نکالو۔ لیکن اس کی آواز اونچی دیواروں میں دب کے رہ گئی اور کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا۔

اشارہ: کئی لوگ اپنے مال، عزت، علم اور پارسائی کی چار دیواری میں دروازہ رکھنے کے قائل نہیں ہوتے اور نتیجتاً یہ اونچی چار دیواری گھٹن بن کر ان کی جان کو آجاتی ہے۔

سٹریٹ لائیٹ

ایک سڑک کے کنارے اونچے پول پر سٹریٹ لائیٹ لگی ہوئی تھی۔ جس کی روشنی سے آس پاس کا علاقہ خوب روشن تھا۔



ساری رات لوگ اس سٹریٹ لائیٹ کے نیچے سے گزرتے رہے۔ان میں گاڑیاں، موٹر سائیکل اور رکشے بھی تھے۔اور پیدل چلنے والے مرد، عورت، بچے ،امیر، فقیر بھی الغرض ہر طرح کے لوگ اس لائیٹ سے یکساں مستفید ہوئے۔ سٹریٹ لائیٹ رات بھر برابر جلتی رہی۔ وہ اس بات سے قطعی بے نیاز تھی کہ اس کی روشنی سے مستفید ہونے والوں میں کون کون شامل تھے۔

اشارہ: اگر آپ کی ذات حقیقی طور پر روشن ہے تو یہ روشنی بلا امتیاز سب کے لیے یکساں موجود ہو گی۔

حلوائی کی دکان

ایک لڑکا حلوائی کی دکان پہ بھرتی ہوا۔ یہ مٹھائیوں اور حلووں کی دکان تھی، جہاں ہر وقت رش لگا رہتا۔ایک دن یہ لڑکا دودھ کے بڑے کڑاہ کے پاس کھڑا تھا۔ اس کا استاد ابلتے دودھ کے کڑاہ میں کڑچھا چلا رہا تھا۔ استاد نے اس دودھ کو کھوے میں بدلنا تھااور پھراس سے رنگارنگ مٹھائیاں تیار ہونا تھیں۔



لڑکے نے اچانک حلوائی سے سوال کیا۔ استاد اگر گائیں دودھ دینا ہی چھوڑ دیں تو پھر ہم یہ رنگارنگ مٹھائیاں کیسے تیار کریں گے۔ حلوائی نے لڑکے کی بات سنی اور قدرے سخت لہجے میں جواب دیا، دودھ دینا گائے کا کام ہے اور تمہیں اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا کام مٹھائیاں بنانا ہے اور تم صرف اسی طرف توجہ دو۔

اشارہ:	قدرت کے خزانوں کے بارے میں تشکیک کا رویہ اپنانے کی بجائے انسان کو آگے بڑھ کر اپنے حصے کا کام پورا کرنا چاہیے۔

مشروب ساز کمپنی

ایک مشروب ساز کمپنی اپنا مشروب ایک ہی وقت میں تین مختلف قسم کی پیکنگ میں فروخت کے لیے مارکیٹ میں لائی۔ پہلی قسم گتے کی پیکنگ تھی، دوسری قسم شیشے کی پیکنگ اور تیسری قسم ٹِن کی پیکنگ تھی۔ مشروب کی قیمت میں پیکنگ کے لحاظ سے فرق تھا۔ ہر ایک قسم کی پیکنگ دوسری قسم کی پیکنگ سے ممتاز تھی۔

ایک گاہک نے اس کمپنی کا مشروب تینوں قسم کی پیکنگ میں پیا۔ اگرچہ ان تینوں کی قیمت آپس میں مختلف تھی لیکن گاہک کو ان کے ذائقے میں ذرا بھر فرق محسوس نہ ہوا۔



یہ دیکھ کر کے اس گاہک کو بہت کوفت ہوئی کہ خواہ مخواہ اس نے تین مختلف پیکنگ والے مشروب پیے جبکہ ان کا ذائقہ ایک ہی تھا۔ اسے اس بات پر افسوس تھا کہ بیرونی پیکنگ کی تبدیلی دھوکے کا باعث بنی جبکہ اندرونی مشروب تو ایک ہی تھا۔

اشارات:

گتے کی پیکنگ	:	عام دنیادار لوگ
شیشے کی پیکنگ	:	بظاہر روحانی لوگ
ٹِن کی پیکنگ	:	نام نہاد علمی لوگ
مشروب	:	غیر معیاری اخلاق اور بنیادی فطری رویے جو شخصی لبادہ تبدیل ہونے کے باوجود ایک جیسے ہی رہیں تو ایسے میں نہ تو صاحبِ لبادہ کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے نہ ہی اس سے میل جول رکھنے والوں کو۔

دبئی ائیرپورٹ

دبئی ائیر پورٹ پر ایک مسافر پرفیوم کی دکان میں داخل ہوا۔ سیلز گرل نے اسے مختلف برانڈز کی پرفیوم دکھائیں ۔ کبھی وہ ایک پرفیوم سونگھتا کبھی دوسری۔ متواتر چند پرفیوم سونگھنے پر اس کی قوت شامہ جامد ہو گئی اوراسے مختلف خوشبوؤں میں فرق محسوس ہونابند ہوگیا۔



یہ دیکھ کر سیلز گرل نے پاس ایک برتن میں پڑے کافی بینز(Coffee Beans)اس کی طرف بڑھائے۔اس نے کافی بینز کو سونگھا۔ان کی تلخ مہک سے اسے ناخوشگوار احساس تو ہوا لیکن اس عمل سے اس کی خوشبوؤں کو سونگھنے اور ان میں امتیاز کرنے کی صلاحیت واپس لوٹ آئی۔

سیلز گرل نے چند پرفیوم کے بعد کافی بینز سونگھوانے کا یہی عمل کچھ بار اور دہرایا۔ حتیٰ کی اس مسافر نے اپنی پسند کی پرفیوم خریدی اور فلائیٹ لے کر اپنے ملک کے لیے عازم سفر ہوا۔

اشارات:

دبئی ائیر پورٹ	:	یہ دنیا جہاں ہم ٹرانزٹ میں ہیں
پرفیوم	:	آسائشیں۔رحمت جو کثرت سے موجود ہے
کافی بینز	:	تکلیف جو ہمیں پھر سے آسائیش اور رحمت کی طرف متوجہ کرتی ہے
پرفیوم خریدلینا	:	مطمئن ہو جانا
فلائیٹ لینا	:	مطمئن ہو کر دنیا سے کوچ کرنا

گیدڑپور

کسی جنگل میں گیدڑوں نے اپنی ایک الگ بستی قائم کر رکھی تھی جس کا نام گیدڑپور تھا۔اس بستی کے قیام میں گیدڑوں کے سردار کی یہ فکر کارفرما تھی کہ اس کی قوم اپنی گیدڑ ثقافت اور افکار و نظریات سے بندھی رہے۔ایک ایسی بستی جس میں رہتے ہوئے گیدڑ ثقافت کے فروغ کے لیے مناسب اقدامات کیے جاسکیں۔



اسی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے گیدڑوں کے ٹھکانوں میں ایسی مٹی ڈلوائی گئی جس کا رنگ گیدڑوں کے رنگ سے مشابہ تھا۔دروازوں کے پاس گیدڑوں کے سروں کے مجسمے نصب کیے گئے تاکہ ہر پیر و جواں کو گھر آتے جاتے اپنے گیدڑپن کا پورا طرح احساس ہو۔گیدڑوں کے سردار کے حکم پر ان کے آباءواجداد کے ڈھانچے جنگل سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لائے گئے اور گیدڑپور کی دیواروں اور درختوں پر جابجا آویزاں کر دیے گئے۔ یوں وہ گیدڑ قوم پوری طرح گیدڑپن کے حصار میں تھی۔وہ گیدڑ پیدا ہوتے، گیدڑ جوان ہوتے، گیدڑ بوڑھے ہوتے اور اسی گیدڑپن میں ہی مر جاتے۔کسی بھی لمحے گیدڑپن سے باہر نہ آتے اور اس طرزِ حیات پر نسل در نسل فخر کرتے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک نوجوان گیدڑ جسے باہر کی دنیا دیکھنے کا شوق تھا، گیدڑ پور سے بھاگ کر مرکزی جنگل میں چلا آیا۔ گیدڑ سردار یہ معلوم پڑنے پر بہت غضبناک ہوا اور اس نے اعلان کیا کہ اس نوجوان کو گیدڑپور سے بھاگنے پر عبرت ناک سزا دی جائے ۔ چناچہ اس نے دو گیدڑ سپاہی اس باغی گیدڑ کو پکڑنے کے لیے جنگل کی طرف روانہ کیے۔

جب نوجوان گیدڑ کو یہ پتا چلا تو وہ چوکنا ہو گیا۔ جنگل کی آزاد فضاء میں رہنے کے بعد گیدڑ پور واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے جنگل کے بادشاہ کو گیدڑ پور کے مظالم، اپنے وہاں سے بھاگنے اور گیدڑ سپاہیوں کے اس کے تعاقب میں ہونے کی ساری کہانی سنائی اور اور پناہ کی درخواست کر دی۔

بادشاہ نے اس کی پناہ کی درخواست قبول کی اور شیروں کی ایک کچھاڑ میں رہنے کے لیے جگہ فراہم کر دی۔ جب گیدڑ سپاہیوں کو پتا چلا کہ ان کا باغی گیدڑ شیروں کی پناہ میں ہے تو وہ کچھ کیے بغیر گیدڑ پور واپس لوٹ گئے اور اپنے گیدڑ سردار کو اس امر کی اطلاع دی۔ سردار یہ سن کر غصے میں آ گیا اور اس نے شیروں سے فورا جنگ کر کے اپنے باغی گیدڑ کو حراست میں لینے کا اعلان کر دیا۔ چناچہ چالیس گیدڑوں کا ایک دستہ تیار کر کے جنگل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

شیروں کو جب اس لشکر کی خبر ہوئی تو وہ مسکرا دیے اور گیدڑوں کی آمد کا انتظار کرنے لگے ۔جوں ہی گیدڑوں کی فوج شیروں کی کچھار کے قریب پہنچی شیر غُرا کران پر حملہ آور ہو گئے۔ گیدڑوں اور شیروں کی آوازوں سے پورا جنگل گونج اٹھا۔ اس معرکے میں کئی گیدڑ مارے گئے۔ جو بچ گئے وہ زخمی ہو کر ناکام و نامراد واپس گیدڑ پور کی طرف دوڑ نکلے۔

جنگ ختم ہوتے ہی جنگل کے جانوروں میں اس جنگ کے بارے میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ ان چہ میگوئیوں کو ختم کرنے کے لیے جنگل کے بادشاہ شیر نے ایک جلسے کا اعلان کیا جس میں کچھ اہم اعلانات متوقع تھے۔

روزِ مقررہ پر سب جانور جمع ہوئے۔ گیدڑ پور کے مقیم بھی بڑی تعداد میں جلسے میں شریک تھے۔ ایک سٹیج تیار کیا گیا جس پر چڑھ کر شیر نے تقریر کرنا تھی ۔ شیر سٹیج پر آیا، اس نے گیدڑپور کے ناجائز قیام اور شیروں اور گیدڑوں کی جنگ کے حوالے سے تمام جانوروں کو آگاہ کیا۔ تمام جانور پوری طرح بادشاہ شیر کی طرف متوجہ تھے۔

تقریر کے آخر میں شیر نے بلند آواز سے تین نکاتی اعلامیہ جاری کیا۔

1- کسی بھی قوم کے جانور اپنی نسل کو اپنی خود ساختہ حدود اور رسومات میں پابند نہیں کریں گے۔
2- جنگل میں زندگی فطرت کے بنیادی اصولوں کے مطابق گذاری جائیگی۔
3- جنگل کی تازہ آب وہوا، وسعت اور مواقع ہر قوم کا بنیادی حق تصور ہو گا۔

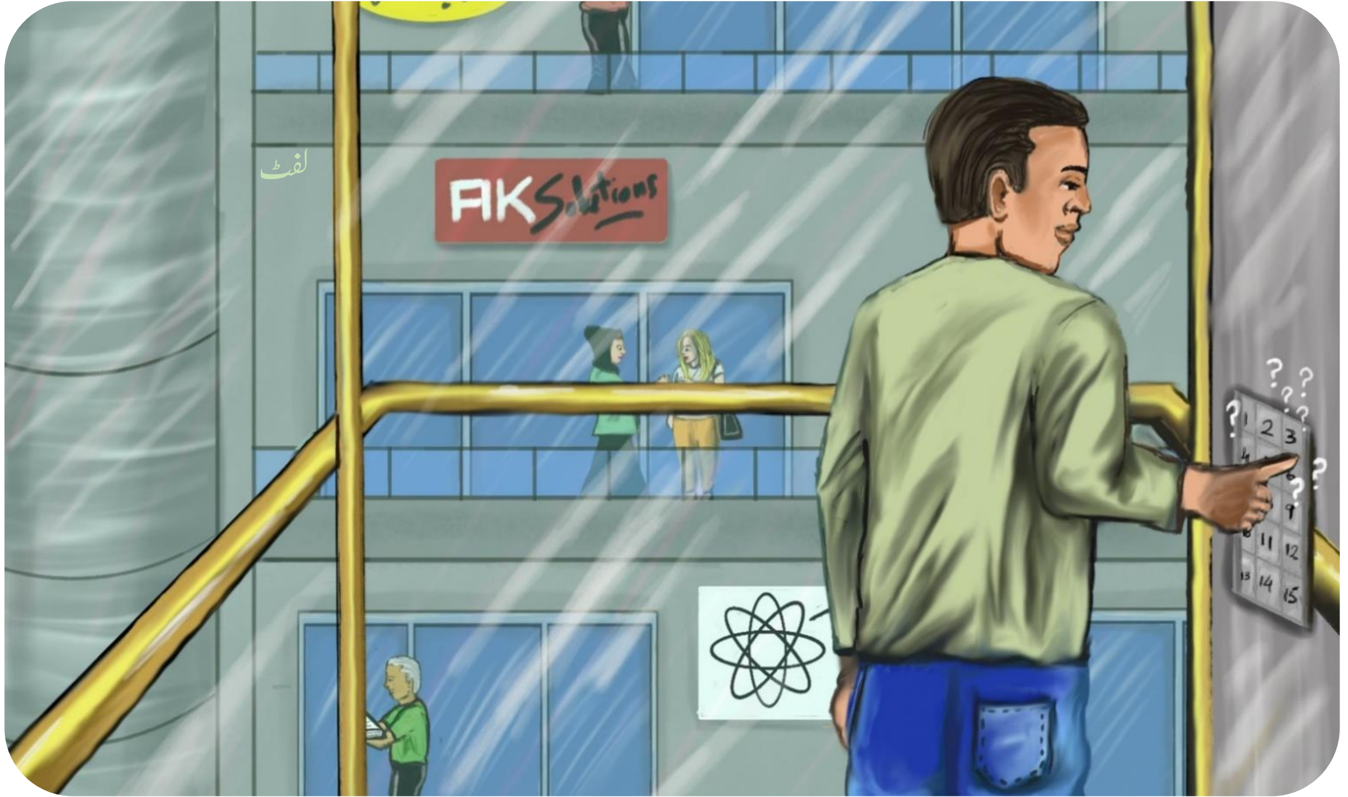
یہ اعلامیہ سنتے ہی جنگل کے جانور خوشی سے جھوم اٹھے اور جنگل میں جشن کا سامان ہو گیا۔ اس اعلامیے کے چند دنوں بعد ہی گیدڑپور کی بستی اجاڑ اور ویران ہو گئی۔

اشارات:

گیدڑپور	:	خود ساختہ عقائد، رجعت پسندی، کوتاہ نظری، فرقہ پرستی، نسلی تعصب
جنگل کی وسعت	:	اعلیٰ مقاصد کی زندگی، کائناتی شعور، تمام امکانات کو بروئے کار لانا۔

لفٹ

ایک آدمی آسمان کو چھوتی سو منزلہ عمارت میں داخل ہوا۔ اس عمارت میں دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ وہ لابی میں لگی لفٹ کے پاس آیا۔ لفٹ میں داخل ہوا اور مختلف بٹن دبانا شروع کر دیے۔ یوں لفٹ کبھی اوپر جاتی اور کبھی نیچے۔ جیسے کسی نے منزل کا تعین ہی نہ کیا ہو۔



جب لفٹ کسی فلور پہ رکتی اور دروازہ کھلتا تو اس کے سامنے کسی ایک کمپنی کا دفتر ہوتا۔ وہ لفٹ میں ہی کھڑا اس دفتر کو دیکھتا اور کوئی دوسرا بٹن دبا دیتا۔ یوں وہ کئی فلورز پہ گیا لیکن کسی دفتر میں داخل نہ ہوا۔ اجنبیوں کی طرح اوپر نیچے گھومتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد اس کثیر المنزلہ عمارت کی سیکورٹی کو اس بات کی خبر ہوئی کہ ایک آدمی بے مقصد لفٹ میں گھوم رہا ہے، چنانچہ اس کو پکڑ کر لفٹ سے باہر نکال دیا گیا۔

اشارہ: کچھ لوگ فکری اور الٰہی علوم کے بارے میں اسی قسم کا رویہ رکھتے ہیں، گہری شناسائی پیدا کرنے کی بجائے یوں ہی اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں۔

لان کی باڑ

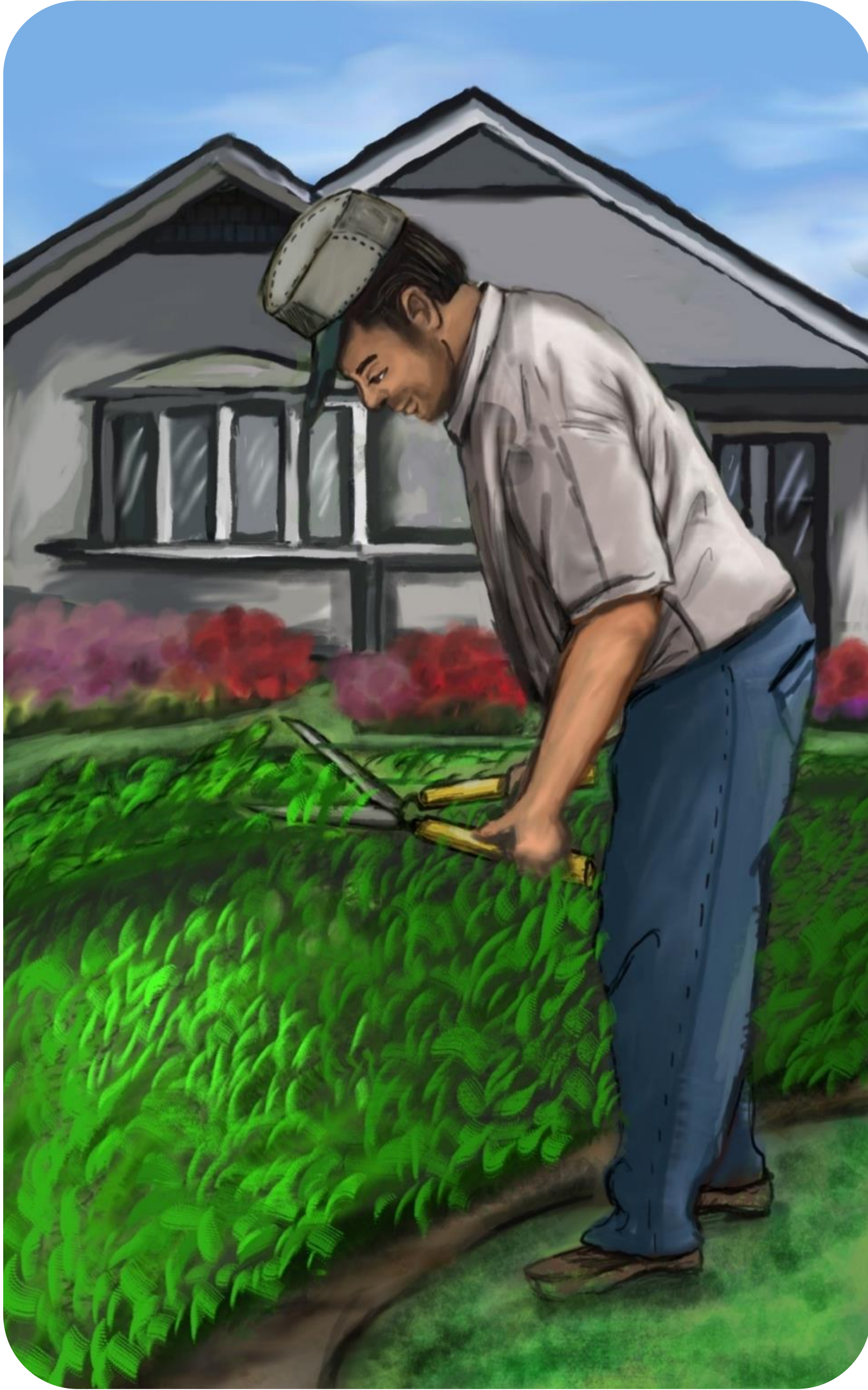
کسی شہر کے وسط میں خوبصورت باغ تھا۔ جس میں سر سبز گھاس، پھولوں کی کیاریاں، دراز قامت درخت اور پھلوں کے پودے تھے۔ باغ کے مختلف حصوں کو سر سبز باڑوں کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا کیا گیا تھا۔

ایک دن مزید باڑ لگانے کی ضرورت پڑی تو نرسری سے باڑ کے ننھے ننھے پودے لائے گئے اور انہیں ایک لائن میں ایک تیار شدہ کیاری میں لگا دیا گیا۔ اس کیاری کو پانی اور کھاد ملنا شروع ہوئی اور یوں کچھ ہی عرصے میں یہ باڑ کے پودے بڑھنا شروع ہو گئے۔

یہ پودے بہت خوش تھے کہ نرسری سے نکل کر باغ میں آئے ہیں اور خوب کھانا پینا مل رہا ہے۔ جب انہوں نے مزید سر نکالا تو باغ کے مالی نے انہیں اوپر سے اور سائیڈوں سے کتر دیا تا کہ یہ باڑ اپنے مقررہ سائز کے اندر رہے۔ یوں کترے جانے پر یہ پودے بہت چیخے چلائے لیکن ان کے پاؤں زمین میں گڑھے ہوئے تھے اور کوئی جائے رفتن نہیں تھی۔ پھر یہی ظلم ہر کچھ روز بعد ہوتا کہ مالی ان کو کتر دیتا۔ رفتہ رفتہ یہ پودے کترے جانے کے عادی ہو گئے اور اس ظلم کا احساس ان کے دل سے جاتا رہا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ باغ کا مالی بیمار ہو گیا اور کئی روز کام کے لیے باغ میں نہ آسکا۔ اس دوران باڑ کے پودوں کو اپنے کترے نہ جانے پر اکتاہٹ ہونے لگی۔ وہ منتظر تھے کہ کب مالی آئے اور انہیں کترے تا کہ وہ سکون پائیں۔

باغ کے ایک کونے میں کھڑا دراز قامت درخت جو اس باغ پر گہری نظر رکھے ہوا تھا باڑ کے پودوں کے اپنی نشو و نما کے سلبی عوامل کو قبول کرنے کے اس رویے کو دیکھ کر بہت غمگیں ہوا، لیکن کیا ہو سکتا تھا ان باڑ کے پودوں نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو اپنے لیے روا سمجھ کر اپنے آپ کو ویسے ہی ڈھال لیا تھا۔



اشارہ: انسان اگر مسلسل جسمانی ، نفسیاتی یا روحانی استحصال کا شکار رہے تو رفتہ رفتہ وہ اس حالت کو نارمل سمجھ کر قبول کر لیتا ہے۔

کسان اور بچھڑا

کسی کسان کے ہاں ایک گائے نے بچھڑا جنا۔اس نے بچھڑے کو گائے سے الگ باندھااور کم از کم دودھ پینے دیاتاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دودھ خوداپنے استعمال میں لائے۔ بچھڑے کوتکلیف تھی لیکن اس بات کاادراک نہیں تھاکہ کسان اس کی حق تلفی کررہاہے۔وہ اپنی دھن میں اچھلتاکودتارہا۔

جب بچھڑاکچھ بڑا ہوا توکسان نے اسے گائے سے بالکل جدا کردیا۔ اگرچہ اس کی دودھ پینے کی عمر ابھی باقی تھی مگر اسے گھاس پھوس کھانے پہ لگا دیا۔ بچھڑے کو پھر بھی کچھ ادراک نہ ہوااور وہ یوں ہی اچھلتاکودتا رہا۔جب بچھڑا جوان ہوا توکسان نے فیصلہ کیاکہ اسے قصائی کو بیچ کر پیسے کمائے جائیں ۔ بچھڑاکسان کے کچھ ارادے بھانپ گیالیکن اس دفعہ بھی وہ اصل حقیقت کاادراک نہ کرسکااور ویسے ہی اچھلتاکودتارہا۔



پھر ایک دن قصائی اس کو لینے آ گیا۔ اجنبی کو دیکھ کر بچھڑا کچھ مزاحم ہوا لیکن پھر ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ قصائی نے اسے ایک باڑے میں باندھ دیا تا کہ باری آنے پر ذبح کیا جا سکے۔ یہاں پہنچ کر بھی اسے اپنی عاقبت کی حقیقت کا ادراک نہ ہوا اور وہ یوں ہی اچھلتا کودتا رہا۔

پھر بالآخر وہ دن آ گیا کہ قصائی اسے باڑے سے کھول کر ذبح خانے لے گیا۔

اشارات:

بچھڑا اور اچھل کود	:	نچلی جہت کی بے معنی زندگی
ادراک	:	حیاتِ جاودانی کا شعور جو نچلے لیول کی زندگی کی گرفت سے آزاد ہونے کا درس دیتا ہے۔
قصائی	:	اجل، مہلت کا اختتام

بادلوں کا سردار

بادلوں کا گروہ ایک شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان کے جلال سے پورے شہر پر کالی گھٹا چھا گئی۔ سردار نے بارش کو برسنے کا حکم دیا تو دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش برسنا شروع ہو گئی۔ شہر کے در و دیوار بارش سے دُھل گئے۔

بادلوں کا سردار اوپر سے دور بین لگائے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر شہر کی گلیوں اور سڑکوں پر جمع کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پڑی۔ اس نے بارش کے قطروں سے کہا کہ اور زور سے برسو تا کہ کوڑا کرکٹ کے ڈھیر بہہ نکلیں اور گلیاں اور سڑکیں بھی صاف ہو جائیں۔ بارش کے قطروں نے پورا زور لگایا لیکن کوڑے کرکٹ کے ڈھیر اپنی جگہ جمے رہے۔



یہ معاملہ دیکھ کر بادلوں کے سرادر نے قریبی دریا کے سردار کو خط لکھا کہ شہر میں لوگوں کی بد نظمی سے سڑکوں اور گلیوں میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہیں ، ہماری بارش درو دیوار کو تو صاف کر سکتی ہے لیکن اتنے بڑے گند کے ڈھیروں کو دھکیلنا ہمارے بس میں نہیں۔

بادلوں کے سردار نے دریا کے سردار سے استدعا کی کہ ایک اونچے درجے کا سیلاب اس شہر کی طرف روانہ کیا جائے تا کہ صفائی ستھرائی کا اہتمام ہو سکے۔ دریا کے سردار نے ایک روز اپنے منہ زور پانیوں کا رخ اس شہر کی طرف موڑ دیا۔ پھر اس سیلاب میں بہنے والا صرف کوڑا کرکٹ ہی نہیں تھا بلکہ شہر کے مقیم بھی اس کی زد میں آ کے بہہ نکلے تھے۔

اشارہ:	جسم اور روح کا شہر بھی ایسا ہی ہے۔ حد سے بڑی ہوئی غفلت کسی بڑے سیلاب کی آمد کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

سادہ گائے

ایک شخص نے گائے سے کہا، تم کیا سادہ مخلوق ہو۔ نری گائے کی گائے ہو، بدھو اور بے سمجھ ۔ جدھر چاہے کوئی تمہیں ہانک کے لے جائے۔

گائے نے یہ سنا تو کہا تو نے میرے ظاہر کے ساتھ ہی کیوں معاملہ کیا، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں گھاس کھاتی ہوں اور میرے تھنوں سے نور کی طرح سفید دودھ نکلتا ہے۔ میرے اسی دودھ سے انسانوں کی نسلیں پروان چڑھتی ہیں۔



یہ سن کر گائے کو کمتر سمجھنے والا شخص خاموش ہو گیا۔ گائے پھر بولی؛

یہ صرف میرے تک محدود نہیں کہ تم مجھے سادہ لوح ہونے کا طعنہ دے رہے ہو۔

ہر بڑا تخلیق کار جو تخلیق کے اعلی منصب پر فائز ہوتا ہے وہ اپنے ظاہری معاملے میں سادگی پر ہی ہوتا ہے۔

اشارہ: ایسا شخص جو کائنات کے گہرے رازوں کا امین ہوتا ہے۔اس کے لیے اپنے ہم نفسوں کے ساتھ چالاکی کا رویہ اختیار کرنا ممکن نہیں ھوتا.

جنگلی بکری

ایک بکری کے سینگ اوپر سے مڑ کر سامنے کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے اور بڑھتے بڑھتے اتنے لمبے ہو گئے کہ دیکھنے والوں کو دو تیروں کی طرح محسوس ہوتے ۔ چونکہ یہ آہستہ آہستہ بڑھے تھے اس لیے ان کی بڑھوتری کا اسے خود کوئی احساس نہیں تھا۔

جب وہ کسی دوسری بکری سے ملتی تو اس کے یہ سینگ سامنے والی بکری کے منہ پر جا کے لگتے اور وہ اسے بہت برا محسوس کرتی۔ آہستہ آہستہ دوسری بکریاں اس سے دور ہونا شروع ہو گئیں۔



ایک دوست بکری نے اس سمجھایا کہ تمہارے یہ بڑھے ہوئے سینگ دوسری بکریوں سے تعلق میں رکاوٹ بن گئے ہیں، جیسے بھی ہو تمہیں ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے۔

بالآخر جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو اس بکری نے ان سینگوں سے نجات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جنگل میں دوبیری کے درخت کے پاس آئی جس کے دو تنے تھے جن کے درمیان ہلکا سا فاصلہ تھا۔ بکری نے اپنے دونوں سینگ دوبیری کے ان دوتنوں کے درمیان پھنسائے اور زور سے جھٹکا دیا۔

ایک تڑاخ کی آواز آئی۔ سینگ ٹوٹ کر ایک طرف جا گرے اور بکری دوسری طرف۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ دوبیری کا درخت بھی ٹوٹ کر زمین پر آ گرا۔

بکری کچھ دیر کے لیے ہوش کھو بیٹھی لیکن چند لمحوں کے بعد اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس نے سینگھوں کے بغیر خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کیا۔اب وہ آسانی کے ساتھ بغیر کسی تکلیف اور فاصلے کے دوسری بکریوں کے ساتھ ملتی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ پھر سے سب کی منظور نظر ہو گئ۔

اشارات:

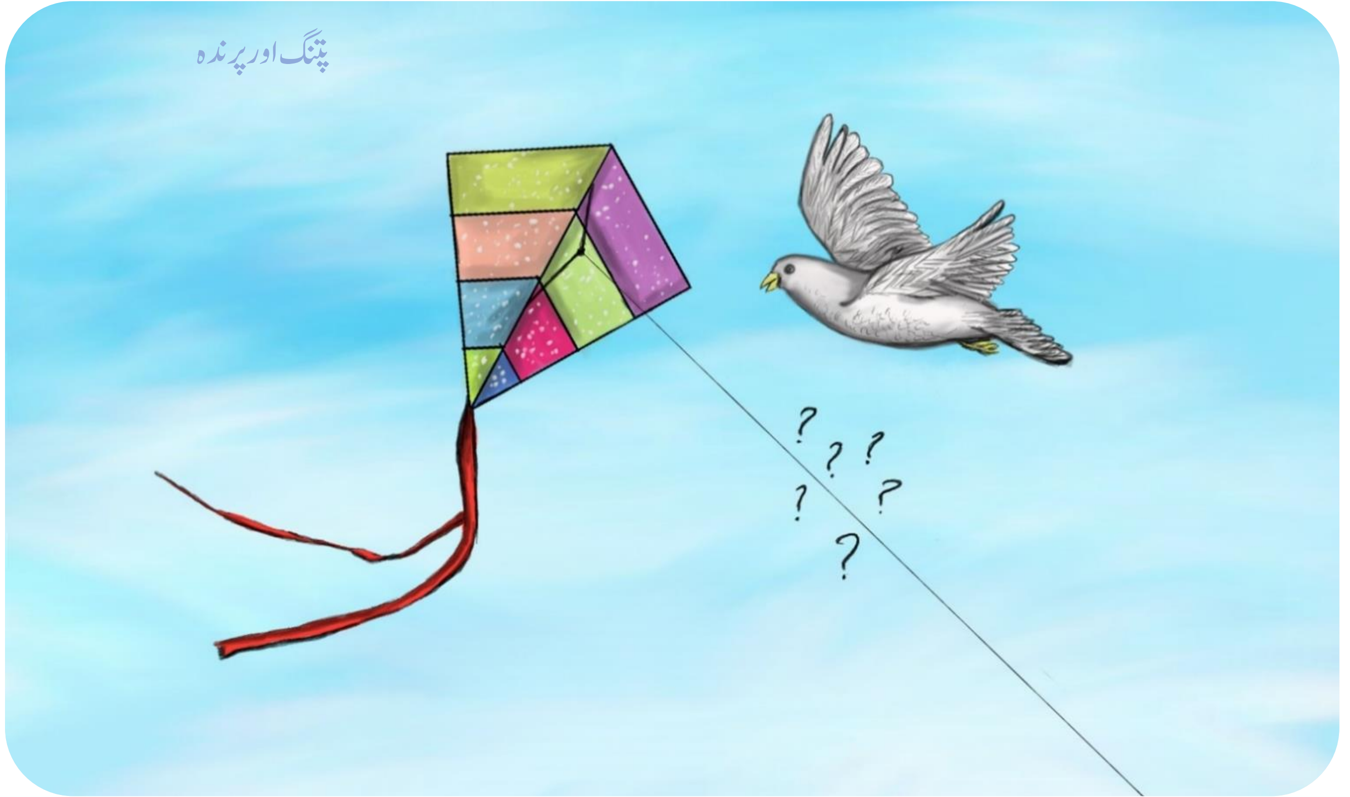
سامنے کی طرف بڑھے ہوئے سینگ	:	انا۔ شخصیت کا غیر ہموار پھیلاو
دوبیری کا درخت	:	دُوئی کا تصور
سینگ توڑنا	:	اپنی انا کو قربان کرنا

پتنگ اور پرندہ

ایک پتنگ آسمان کی بلندیوں میں اُڑ رہی تھی۔اس دوران اس کی ملاقات ایک پرندے سے ہوئی۔ پتنگ خوبصورت تھی اور وہ پرندہ بھی خوبصورت تھا، دونوں میں دوستی ہوگئی۔

ایک دن پرندے کی نظر اس ڈور پہ پڑی جس سے پتنگ بندھی ہوئی تھی۔ پرندے نے کہا یہ ڈور کیا ہے۔ پتنگ نے کہا یہ وہ ڈور ہے جس سے میں بندھی ہوئی ہوں اور اسی ڈور سے زمین سے میری پرواز کنٹرول کی جاتی ہے۔

یہ سن کر وہ آزاد پرندہ حیران رہ گیا۔ اس نے پتنگ سے کہا، اپنے زمینی کنٹرول کے ساتھ تم کبھی بھی میرے



ساتھ دوستی نہیں نبھا سکتی۔ میں ایک آزاد پرندہ ہوں۔ آسمان کی وسعتوں میں یہ جا، وہ جا۔ اور تم ایک ڈور سے بندھی مجبور پتنگ۔

اسی اثناء میں کسی نے زمین سے ڈور کھینچی ، پتنگ یکدم نیچے کی طرف لڑک گئی، پرندے نے یہ دیکھا تو اڑان بھر کر مزید بلند ہو گیا۔

اشارات:

ڈور سے بندھا ہونا	:	جسمانی اور نفسیاتی جبلتوں کے تابع ہونا
زمین سے کنٹرول کیا جانا	:	نچلے لیول کی زندگی جو شعور کی آسمانی پرواز میں رکاوٹ ڈالتی ہے

گرم مصالحہ

ایک شاہی باورچی چھٹی پر اپنے گاؤں آیا۔ اس نے اپنے ساتھ کچھ مقدار میں شاہی گرم مصالحہ بھی لے لیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس شاہی گرم مصالحے سے جو بیسیوں اجزاء کو ملا کر بنایا گیا تھا کوئی خاص مزیدار کھانا تیار کر کے گاؤں میں رشتہ داروں کو حیران کر دے گا۔

چناچہ اس نے ایک دن شاہی قورمہ تیار کیا جس میں شاہی مصالحہ استعمال کیا۔ اس نے باری باری یہ قورمہ اپنے رشتہ



داروں کو پیش کیا۔

اسے یہ جان کر بہت مایوسی ہوئی کہ کچھ لوگوں کو اس شاہی مصالحہ کا ذائقہ بالکل بھی پسند نہ آیا اور کچھ بس یوں ہی خاموش رہے۔ کچھ تو یہاں تک کہہ گئے کہ اس سے ان کا عام نمک مرچ والا سالن زیادہ ذائقے دار ہوتا ہے۔

اصل میں ان لوگوں میں اس شاہی گرم مصالحے کی خوشبو اور ذائقے کو محسوس کرنے کی حس ہی موجود نہ تھی۔

اشارہ:	لطیف اموراور موز کو سمجھنے کی حس پیدا کرنی پڑتی ہے ورنہ انسان ساری عمر کثیف حواس کے ساتھ گزار دیتا ہے۔

پیزا

ایک عورت اپنے بچوں کے لیے شوق سے کھانا تیار کرتی تھی لیکن صفائی پسند نہیں تھی۔ اکثر برتن اور کھانے کی چیزیں کھلی پڑی رہتیں اور رات کو ان چیزوں پر کیڑوں مکوڑوں کا گزر ہوتا جس سے ان میں جراثیم پیدا ہو جاتے۔



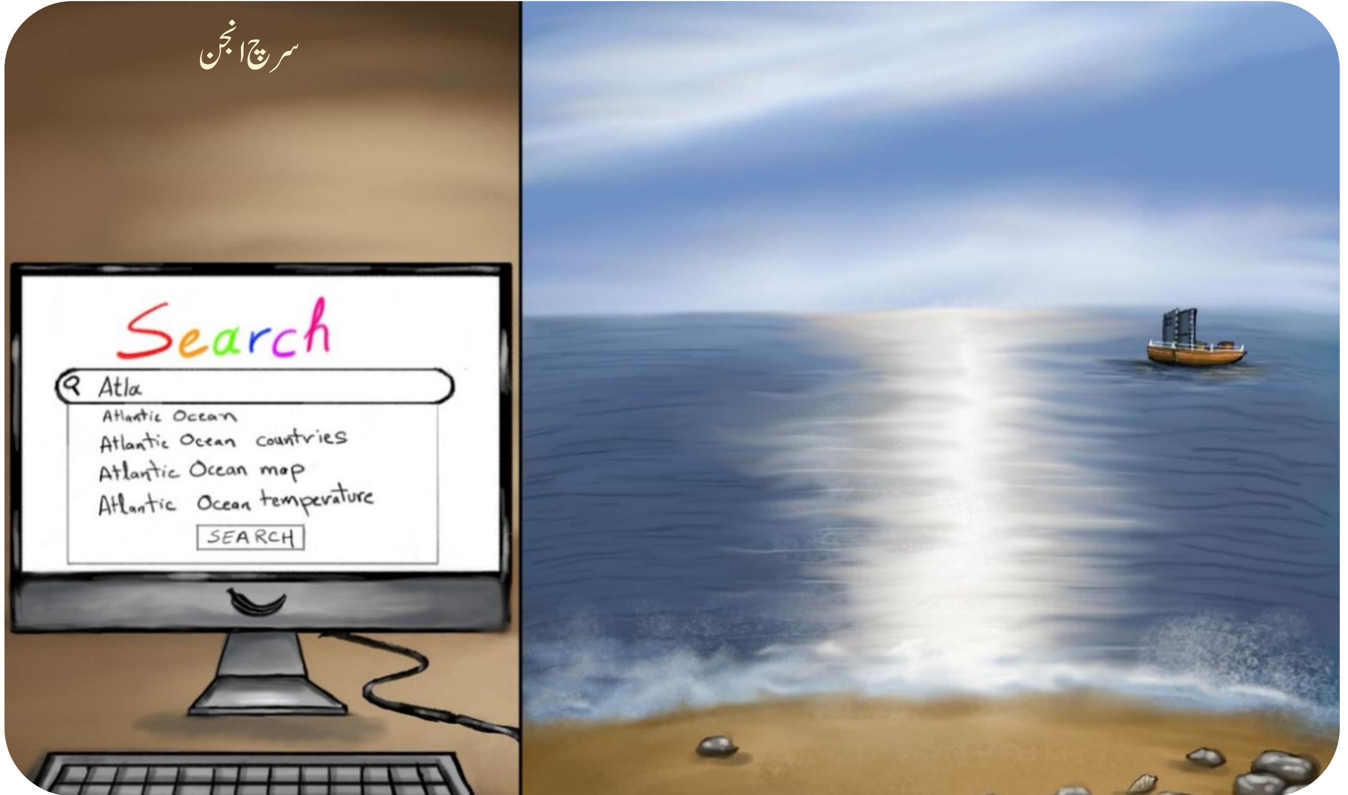
ایک دن اس عورت نے بچوں کے لیے پیزا بنانا شروع کیا۔ اس نے سبزیاں اور چکن رات سے ہی تیار کیے ہوئے تھے لیکن ان کو ڈھانپا نہیں تھا۔ رات کو ایک چھپکلی چکن میں گھومتی رہی ، صبح کو وہی چکن اس نے بغیر دھوئے پیزے میں استعمال کیا ۔ پیزا جب تیار ہوا تو دکھنے میں بہت شاندار تھا لیکن اپنے مزاج میں زہریلہ تھا۔

بچے انتظار کر رہے تھے۔ وہ گرم گرم پیزا کھانے کی میز پر لائی اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول کیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ پورے گھر کو الٹیا ں لگ گئیں اور چکر آنے لگے ۔ پڑوسیوں نے سب کو جلدی میں ہسپتال پہنچایا ۔ڈاکٹروں نے بڑی مشکل سے ان کی جان بچائی۔

اشارہ: والدین کے اعمال کے اثرات صرف ان تک نہیں بلکہ ان کے بچوں تک بھی پہنچتے ہیں ۔

سرچ انجن

ایک طالب علم نے سرچ انجن پہ جا کر بحراوقیانوس تلاش کرنا چاہا۔ اس نے پہلے "ب" ٹائپ کیا۔ "ب" ٹائپ کرنے پر سرچ کے اہداف بہت وسیع تھے اس لیے اسے کچھ حاصل نہ ہوا ۔



پھراس نے "ح" ٹائپ کیا۔ ابھی بھی مطلوبہ ہدف حاصل نہ ہوا۔ اس نے "ر" ٹائپ کیا تو اس کے سامنے کئی قسم کے "بحر" آ گئے۔ پھر اس نے اس میں سے "بحر اوقیانوس" کا پیج نکالا ۔ یوں بحراوقیانوس کے بارے میں سب معلومات اس کے سامنے پڑی تھیں ۔

لیکن یہ سب ابھی بحراوقیانوس کے بارے میں صرف معلومات کی حد تک ہی علم تھا۔

اصلی بحر اوقیانوس اس معلومات کے علاوہ ایک وجود رکھتا تھا اور اس بحر اوقیانوس کی وسعتوں کو پا لینا اور ان گہرائیوں میں اتر کر اس کے اندر موجود خزانوں تک پہنچنا ایک عملی جدوجہد کا متقاضی تھا۔

اشارہ:	نفس اور روح کے علوم محض معلومات کی حد تک حاصل کیے جائیں تو انسان کو کچھ خاص حاصل نہیں ہوتا۔ اصل مقصد اور کامیابی نفس اور روح کے سمندر کی تہہ میں اتر کر ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

کالے انڈے

ایک مرغی چھپ کر کوئلے کی بوری میں انڈا دیتی رہی۔ گھر والے متلاشی رہتے کہ آیا یہ مرغی کہاں انڈا دے کر آتی ہے۔ کچھ عرصے کے بعد ان کو پتہ چلا کہ کوئلوں کی بوری میں درجن بھر انڈے پڑے ہیں ۔ کوئلوں میں رہنے کی وجہ سے انڈے بھی کالے رنگ میں رنگ گئے تھے۔



گھر کی مالکن نے انڈوں کو ایسا ہی اٹھا کر مرغی کے نیچے سینے کے لیے رکھ دیا۔ مالکن کو کچھ دن بعد فکر لگی کہ انڈے تو اوپر سے کالے ہو گئے تھے ایسا نہ ہو کہ ان کے اندر سے بچے بھی کالے نکلیں ۔ وہ فکر مند اور متجسس تھی۔ تاہم مقررہ وقت پر انڈوں سے انتہائی حسین و رنگ برنگ چوزے نکلے جنہیں دیکھ کر گھر کی مالکن خوش ہوگئی۔ باہر کی کالک نے ان کے پیدائشی حسن پر کوئی فرق نہیں ڈالا تھا۔

اشارہ:	حالات کی تلخی انسان کے اندرونی جوہر کے حسن کو گھٹاتی نہیں بلکہ بڑھاتی ہے۔

زمین کا سر

ایک شخص نے گھاس پہ پاؤں رکھا اور کہا تیرا مقام میرے پاؤں کے نیچے ہے۔

گھاس نے جواب دیا، ایسا بالکل نہیں ، میرا مقام زمین کے خوبصورت سر پر ہے۔تیرا یہ پیر ایک عارضی تکلیف ہے جو بہت جلد گزر جائے گی اور جب تک میرا رشتہ زمین کے سر سے قائم ہے مجھے ان تکلیفوں سے کوئی نقصان پہنچنے والا نہیں۔



اشارات:

زمین کا سر	:	قدرت سے تعلق
پاؤں	:	دنیاوی مشکلات

سلائیڈ

چھٹی والے دن وہ بچوں کو لے کر قریبی پارک میں آیا۔ وہ خود گھاس پر بیٹھ گیا جبکہ بچے پاس ہی لگے جھولوں پہ کھیلنے لگے۔

اس کی نظر اچانک ایک سلائیڈ پر پڑی۔ اس نے دیکھا کہ بچے ایک طرف سے سلائیڈ پر چڑھتے ہیں اور گھسٹ کر دوسری طرف آجاتے ہیں اور پھر یہی عمل ایک ہی طریقے پر بار بار کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اس کا خیال اپنی جانب مڑا۔ اس نے سوچا کہ بلکل بچوں کے سلائیڈ پر چڑھنے اور گھسٹ کر نیچے اترنے کی طرح وہ سالہا



سال سے دفتر جاتا اور گھر واپس آتا ہے اور یہی عمل مسلسل کرتے جا رہا ہے۔ اسے لگا کہ اس نے اپنی عمر کا ایک طویل دورانیہ یونہی کسی بڑے مقصد کے بغیر گزار دیا ہے۔

اس کی نظر پھر جھولوں کی طرف گئی۔اس نے دیکھا کہ سلائیڈ کے علاوہ اور بھی کئی طرح کے جھولے ہیں جو مختلف شکلوں میں گھومتے ہیں۔اس احساس ہو کہ بچوں کے جھولوں میں تو بہر حال ورائٹی ہے لیکن اس نے ایک طویل عمر ایک ہی قسم کا جھولا جھولتے گزار دی ہے۔

اشارات:		
سلائیڈ	:	روٹین۔اعلی مقاصد کی نفی
ایک ہی قسم کا جھولا جھولنا	:	اپنی استعداد کے انکار کے ساتھ نچلے لیول کی زندگی گزارنا

فٹ بال

کچھ ایلینز   (Aliens)ایک اڑن طشتری پر زمین کے بہت قریب آ گئے۔ زمین سے کچھ فاصلے پر فضا سے انہیں ایک فٹ بال کی گراؤنڈ نظر آئی جس پہ ایک فٹ بال میچ ہو رہا تھا۔

وہ نیچے آنے پہ متذبذب تھے اس لیے انہوں نے اوپر سے ہی فٹ بال میچ دیکھنا شروع کر دیا۔ کیونکہ ان کے سیارے میں ایسی کوئی گیم نہیں تھی اس لیے وہ سمجھے کہ شاید کچھ لوگ کسی گول سی چیز کے لیے لڑ رہے ہیں۔   پھر اچانک بال



گول پوسٹ میں چلی گئی۔ وہ سمجھے کہ شاید اب یہ لڑائی ختم ہو گئی ہے لیکن گیند کو پھر میدان میں لایا گیا۔ اور پھر یہ کھیل شروع ہو گیا۔

انہوں نے اڑن طشتری زمین کے قریب لاتے ہوئے ایک کھلاڑی کو اُچکا اور اڑن طشتری فضا میں بلند کر دی۔ اس اغواہ سے ان کا مقصد اس ساری کشمکش کو سمجھنا تھا۔

انہوں نے اس کھلاڑی سے پوچھا کہ آپ سب اس بال پر کیوں لڑ رہے ہیں اور اس میں آپ لوگوں کا مقصد کیا ہے۔ کھلاڑی نے انہیں بتایا کہ ہمارا مقصد بس بال کو گول پوسٹ میں لے جانا ہی ہے اور اس کے بعد بال کو دوبارہ سنٹر میں لا کر پھر کھیل شروع کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ کھیل کا وقت ختم ہو جائے اور وقت ختم ہونے پر کھیل ختم ہی تصور ہوتا ہے چاہے بال میدان میں کسی بھی جگہ واقع ہو۔ ایلینز یہ سن کر بڑے متعجب ہوئے۔ان کے لیے یہ بڑی ہی اچنبے کی بات تھی کہ زمین کے لوگ ایک فضول مشق میں لگے ہوئے تھے۔

اشارات:

فٹ بال گراؤنڈ	:	دنیا
کھلاڑی	:	انسان
فٹ بال کھیلنا	:	دنیاوی مال و دولت کے حصول کی فضول مشق
گول کرنا	:	بے مقصد زندگی

جنگلی گائے

کسی کسان کی گائے چراگاہ سے شام کو واپس گھر نہ پہنچی۔ گائے چرتے چرتے دور جنگل میں چلی گئی اور گھر واپس آنے کا رستہ بھول گئی۔ اگلی صبح اس کی ملاقات اپنی ایک ہم جنس جنگلی گائے سے ہوئی۔ جنگلی گائے نے دیکھا کہ وہ گھبرائی ہوئی ھے۔

اس نے اس گھریلو گائے سے گھبراہٹ کی وجہ پوچھی۔ اس نے جواب دیا کہ وہ اپنے گھر کا راستہ بھول گئی ہے اور اس کا مالک اس کا انتظار کرتا ہو گا۔ جنگلی گائے یہ سن کر حیران ہوئی۔ اس نے کہا کیسا گھر اور کون سا مالک۔ ہم جنگلی گائیوں کا نہ تو کوئی گھر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی مالک۔ جدھر چاہیں آزادی سے گھومتی پھرتی ہیں۔ پھر جنگلی گائے کی نظر اس کے گلے میں بندھی رسی پر پڑی۔ اس نے کہا یہ کیا ہے۔ گھریلو گائے نے کہا اس رسی سے میرا مالک مجھے کلے کے ساتھ باندھ دیتا ہے۔ یہ سن کر جنگلی گائے نے کہا جب تیرا مالک اتنا ظالم ہے تو پھر تو اس کے پاس جانے کے لیے اتنی بے چین کیوں ہے۔



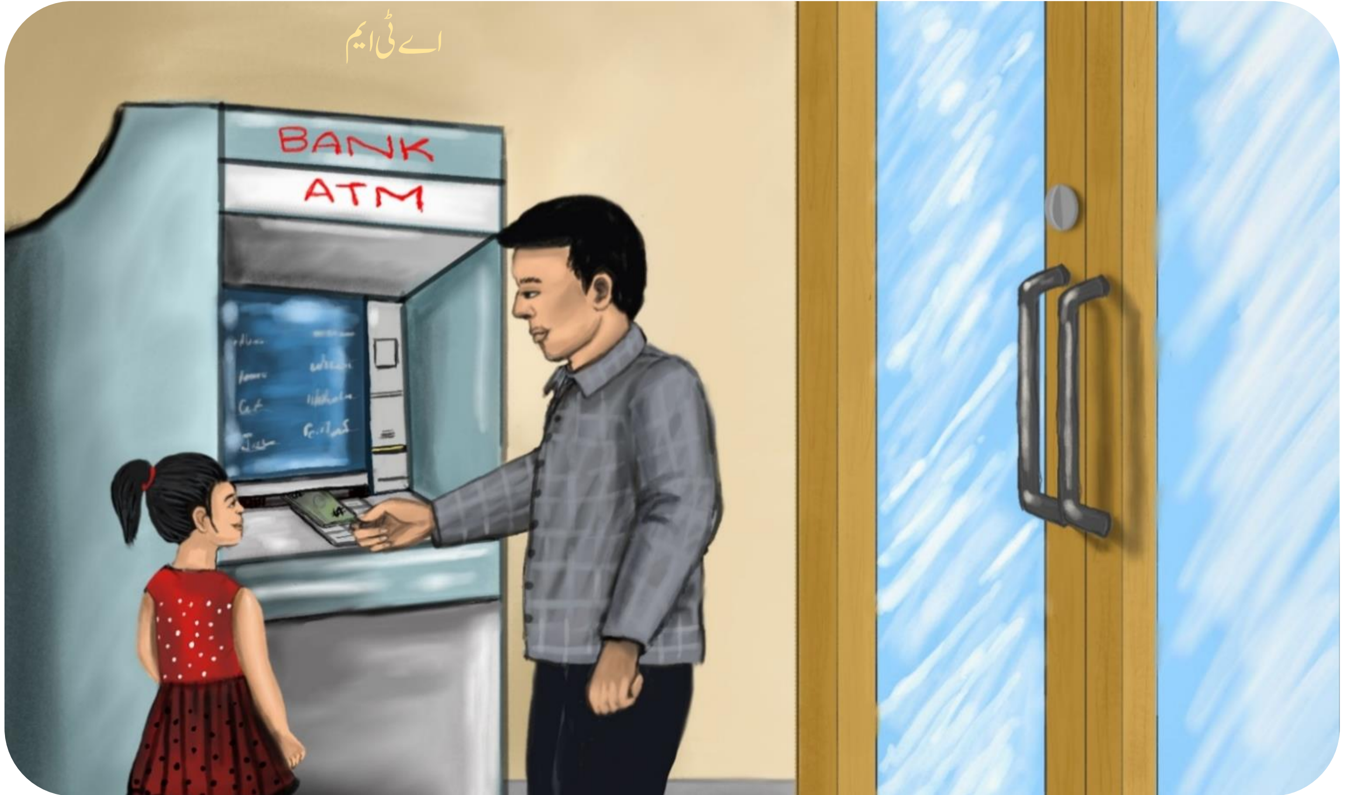
گھریلو گائے نے جواب دیا کہ وہ مجھے چارہ بھی ڈالتا ہے اور میرا دودھ بھی دوہتا ہے۔ جنگلی گائے نے کہا چارے سے تو پورا جنگل بھرا پڑا ہے پھر تجھے اس کے ہی چارے کی حرس کیوں ہے۔ اور وہ تیرا دودھ کیوں دوہتا ہے، یہ تو تمہارے اپنے بچھڑے کا حق ہے۔ گھریلو گائے نے جواب دیا کہ اس نے میرے بچھڑے کو الگ باندھ دیا ہے تاکہ وہ دودھ نہ پیے اور وہ یہ دودھ اپنے بچوں کو پلاتا ہے۔ یہ سن کر جنگلی گائے سخت حیران ہوئی۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد گھریلو گائے جنگلی گائے سے دوبارہ مخاطب ہوئی کہ کیا وہ اسے اس جنگل سے نکلنے کا راستہ بتا سکتی ہے تاکہ وہ اپنے مالک کے پاس چلی جائے۔

جنگلی گائے نے اس دفعہ غصے سے جواب دیا، تم جیسی غلامانہ ذھنیت والی گائے کو جو ظلم سہہ کر چپ ہے اور اس ظلم کا دوام چاہتی ہے میں مزید دیکھنا بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ کہہ کر جنگلی گائے وہاں سے چلی گئی۔

اشارہ: ایک راسخ غلامانہ شخصیت آزادی کے شعور سے بے بہرہ ہو کر غلامی کو ہی زندگی سمجھنا شروع کر دیتی ہے۔

اے ٹی ایم ATM

ایک آدمی اے ٹی ایم کے بوتھ میں داخل ہوا تو اس کی چھوٹی بیٹی بھی اس کے ساتھ تھی۔ بچی کو شوق تھا کہ وہ بھی دیکھے کہ ATM سے پیسے کیسے نکلتے ہیں۔ اس نے کارڈ داخل کیا پاس ورڈ دیا اور جھٹ پیسے مشین سے باہر آ گئے۔



بچی نے یہ دیکھا تو اپنے پاپا سے بولی آپ خوامخواہ مجھے کھلونے لینے سے منع کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے لیے کیا مشکل ہے جب چاہیں ATM سے جتنے مرضی پیسے نکال لیں ۔ بچی کا ذہن ابھی چھوٹا تھا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ بندہ کتنے مراحل سے گزرتا ہے تب جا کر اپنے حصے کے پیسے ATM سے نکال سکتا ہے۔

اشارہ: زندگی کے وسائل جو انسان کے حصے آتے ہیں وہ کئی مراحل سے گزر کر آتے ہیں لیکن انسان کی کوتاہ نظری بعض اوقات ان نادیدہ ہاتھوں کو نہیں دیکھ پاتی۔

توری اور کریلے کی بیل

ایک کھیت میں توری اور کریلے کی بیلیں ساتھ ساتھ بڑی ہو رہی تھیں ۔ ان کی نئی نئی ٹہنیاں اور پتے آپس میں گڈ مڈ تھے جیسے دونوں بیلیں بانہوں میں بانہیں ڈال کر آگے بڑھ رہی ہوں۔ کچھ عرصے بعد دونوں بیلیں جوان ہو گئیں اور ان پر پھل آنے کا وقت آگیا۔



کریلے کی بیل پہ کریلے آئے اور توری کی بیل پہ توریاں۔ جب توریوں نے دیکھا ان کے ہم جولی کریلے کڑوے ہیں تو بچپن کی دوستی اور گرم جوشی ماند پڑنے لگی۔

کچھ ہی دن بعد مزاج کے اختلاف سے توریوں اور کریلوں کے درمیان علیحدگی ہو گئی۔

اشارہ:	یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لوگ اپنی وراثتی صفات کے ساتھ بڑے ہوتے ہیں، صفات اور مزاج کا یہ فرق وقت کے ساتھ ساتھ واضح تر ہوتا جاتا ہے۔

غار

دورستان گاؤں ایک سیدھے اونچے پہاڑ کے دامن میں واقع ھے۔ گاؤں میں کھڑے ہو کر اس پہاڑ کے اوپر تک دیکھنے کے لیے گردن سیدھی آسمان کی طرف بلند کریں پھر کہیں جا کر اس پہاڑ کی چوٹی نظر آتی ہے۔

گاؤں میں مشہور تھا کہ دورستان کے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار واقع ہے جس میں خدا کا ایک ولی رہتا ہے۔ وقتاً فوقتاً کئی لوگوں نے اس پہاڑ کی اونچائی پر واقع غار میں پہنچنے کی کوشش کی تاکہ اللہ کے اس ولی کا دیدار کر سکیں لیکن وہ اس مشکل ترین منزل کو سر کرنے میں ناکام رہے۔

اب یہی شوق دورستان کے ایک نوجوان بیدار خان کے سر چڑھ کے بول رہا تھا۔ اس نے تمام تر مخالفت کے



باوجود اس پہاڑ پر چڑھ کر غار کو دیکھنے اور اللہ کے ولی سے ملاقات کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

چناچہ وہ ایک دن علی الصبح اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ کٹھن تھا اور تنہائی اور وحشت اس کے لیے کئی طرح کے مصائب کا باعث تھی۔ وہ گرتا پڑتا چلتا رہا۔ پہاڑی پر چڑھنا کچھ آسان نہیں تھا لیکن اس کے شوق کے آگے یہ سب جیسے آسان ہو گیا تھا۔

اس کا سفر کئی دن اور راتوں کا تھا ۔ وہ تھکا ، گرا زخمی ہوا لیکن چلتا رہا ۔ اس نے کئی طوفانوں کا مقابلہ کیا ۔ پہاڑی رستے میں کئی راتیں بسر کیں لیکن اس کے عزم میں کوئی خلل نہ آیا۔

وہ کئی دنوں کے کڑے سفر کے بعد پہاڑ میں اتنی بلندی پر پہنچ گیا کہ اس کو غار نظر آنا شروع ہو گیا۔ اس کو امید لگی کی اب ایک آدھ دن میں وہ غار کے منہ کے سامنے ہو گا اور پھر اس کی اللہ کے ولی سے ملنے کی دیرینہ آرزو پوری ہو جائیگی۔

اس کا چہرہ دھول سے اٹا ہو تھا ۔ کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ ہاتھ اور پاؤں کانٹوں اور پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر زخمی ہو گئے تھے۔ سر کے بال الجھے ہوئے اور داڑھی اور مونچھیں بے ہنگم بڑھی ہوئی تھیں۔ اس سب کے باوجود اس کا دل روشن تھا اور غار کے منہ میں پہنچ کر اللہ کے ولی کو پالینے کا شوق اسے کسی چراغ کی طرح روشنی دے رہا تھا۔

وہ مسلسل غار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ آنکھیں پر نور تھیں۔ وہ غار کے بہت قریب ہو گیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکا تھوڑی دیر کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ وارفتگیِ شوق میں بھول گیا کہ آیا وہ غار جس کی طرف وہ بڑھ رہا تھا اس کے سامنے واقع تھی یا پھر اس کے دل کے اندر۔

وہ اچانک پھسلا اور نیچے کی طرف لڑھکا۔ لڑھکتے لڑھکتے وہ ایک درخت سے ٹکرا کر پہاڑی پر ایک جگہ رک گیا۔ اس اچانک لڑھکنے اور جھٹکے کھانے سے اس کے اندر ایک گہری روشنی پیدا ہوئی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا تو اسے محسوس ہوا کہ وہ غار جس کو وہ پہاڑ کی چوٹی پہ تلاش کر رہا تھا، خود اس کے دل کے اندر موجود تھی۔اس نے جی بھر کر اپنے دل میں موجود غار اور اللہ کے ولی کا نظارہ کیا۔

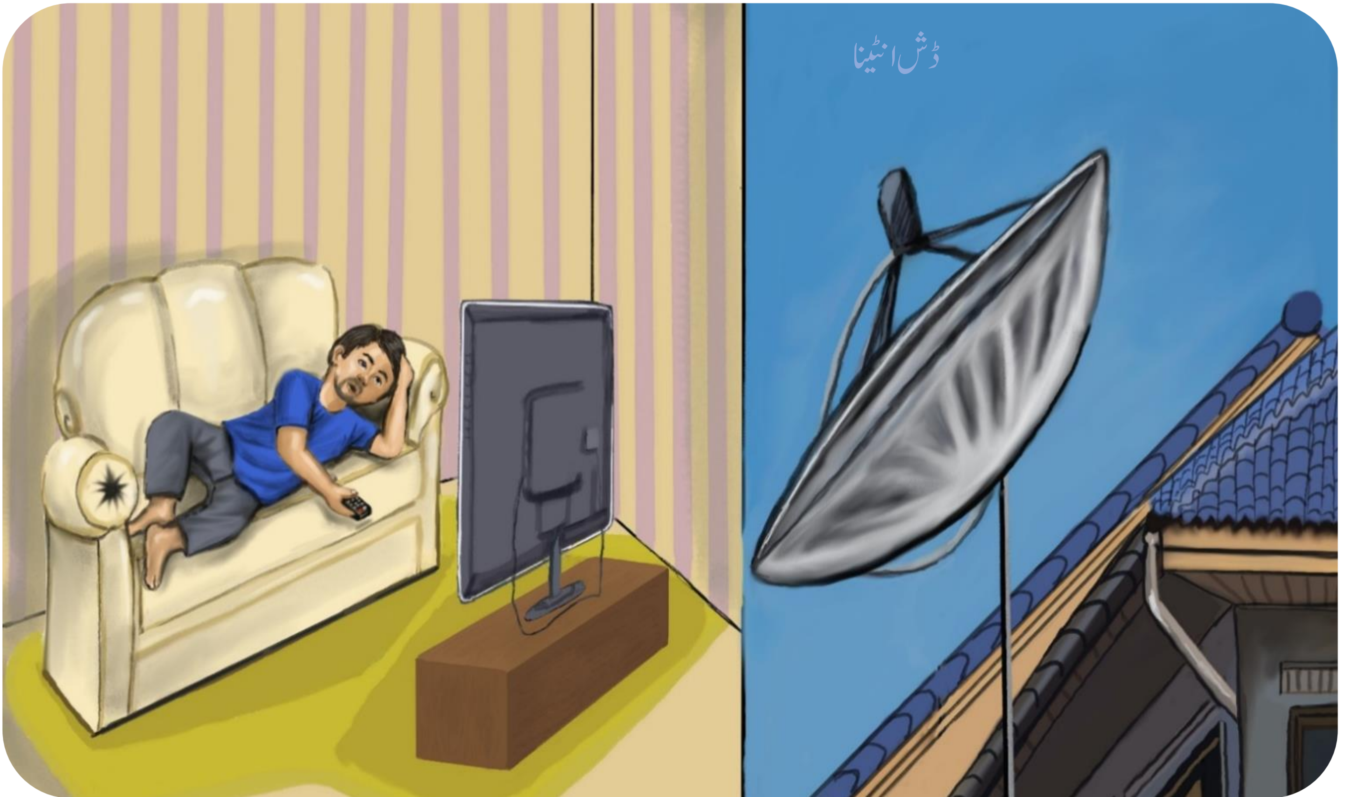
وہ سراپا روشنی ہو چکا تھا۔ اس روشنی کے ساتھ وہ واپس گاؤں کی طرف عازمِ سفر ہوا جہاں لوگ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

اشارہ:	روشنیوں کی تلاش کرنے والا سالک ایک دن ضرور ان روشنیوں کو اپنے اندر موجود پاتا ہے۔

ڈش انٹینا

ایک نوجوان نے ڈش انٹینا خرید کر اپنے گھر کی چھت پر نسب کیا۔ تا کہ وہ ڈھیر سارے سیٹلائیٹ چینل اپنے ٹی وی پر دیکھ سکے ۔

وہ رات کو ریموٹ لے کر ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتا اور چینل آگے پیچھے کرتا رہتا۔ سینکڑوں چینل اس کے سامنے ہوتے اور وہ مسلسل ان کو بدلتا رہتا۔



وہ کسی ایک چینل پر پوری توجہ مرکوز نہ کرتا ۔ اکثر ایسے ہی چینل بدلتے بدلتے اسے نیند آجاتی اور وہ سو جاتا ۔ اس کی طبیعت میں ارتکاز کی کمی کی وجہ سے سیٹلائیٹ چینلز کی بھرمار اسے کوئی فائدہ نہ دے سکی۔

اشارہ: علوم و معارف کے حصول میں قوت ارتکاز ایک اہم فیکٹر ہے۔

عمارت

ایک معمار نے انتہائی مضبوط عمارت تعمیر کی ۔اس میں خوب سریااور سیمنٹ کا استعمال کیا۔

عمارت کی بنیادیں، کالمز، بیمزاور چھتیں کنکریٹ کی بنائی گئیں۔جب یہ عمارت ہر طرح سے تیار ہو گئی تو ایک آدمی نے یہ گھر خریدا اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہنے لگا۔یہ لوگ اس عمارت میں رہتے، کھاتے پیتے، ہنستے گاتے اور ہر طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے۔



ایک دن اس عمارت کے ایک کالم نے اپنے سر کے اوپر والی بیم سے کہا کہ بی بی بیم میں تو تمہارے اور چھت کے وزن کو اٹھا کر ہر وقت مستعد کھڑا ہوں لیکن یہ دیکھو اس گھر کے لوگ کتنے مست ہیں۔

انہیں کچھ فکر ہی نہیں کہ اس عمارت کا کوئی بنانے اور وزن اٹھانے والا بھی ہے۔

اشارہ:	انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے نظام کائنات کے بارے تفکر کرنا چاہیے اور خالق کائنات کا شکر گزار ہونا چاہیے جس نے یہ عظیم کائنات اسے رہنے کے لیے مہیا کی ہے۔

فاسٹ فوڈ

ایک شہر میں فاسٹ فوڈ کی دکان کھلی ۔ دکان کو سرخ اور پیلے رنگوں سے خوب سجایا گیا جو دیکھنے والوں کی اشتہاء میں اضافہ کرتے تھے۔ خصوصاً نوجوان اس فاسٹ فوڈ میں بہت کشش محسوس کرتے تھے وہ جوق در جوق آتے اوراس فاسٹ فوڈ سے لطف اندوز ہوتے۔

کچھ شہر کے لوگ جن میں اطباء بھی شامل تھے ، وہ اس فاسٹ فوڈ کے ناقد تھے۔ ان کے خیال میں اس تمام رنگینی اور کشش کے باوجود جو کہ اس فاسٹ فوڈ میں تھی ، یہ خوراک صحت کے لیے مفید نہیں تھی۔ یہ ناقدین اس بات پہ مصر تھے کہ نوجوان نسل یہ خوراک کھا کر عنقریب امراض کا شکار ہو جائیگی۔



شہر کے لوگ دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے، ایک وہ جو رنگینی اور کشش کو اصل سمجھے اور اسی کے اسیر ہو کر رہ گئے اور دوسرے وہ جو معاملہ فہم تھے انہوں نے دور تک سوچا اور اس رنگینی اور کشش کے پیچھے چھپے امراض کی تہہ تک پہنچ گئے۔

اشارہ:	ظاہری رنگینی اور کشش اور لوگوں کی اکثریت کا ایک طرف ہونا ضروری نہیں کہ معیاری اصولوں پر پورا بھی اترتا ہو۔ حقیقت کی تلاش اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ ظاہری چمک دمک سے آگے بڑھ کر معاملے کی تحقیق کی جائے۔

پرندہ اور کارندہ

اسلم جلدی سے اٹھا، نہانے کے لیے باتھ روم گیا، بھاگ کر کپڑے پہنے۔ بیگم ناشتہ تیار کر رہی تھی۔ اس نے جلدی سے بریڈ کا ایک توس منہ میں ڈالا، چائے کا کپ اٹھا کر دو گھونٹ بھرے اور باہر کی طرف دوڑا۔ بیگم نے پیچھے سے آواز لگائی ناشتہ تو پورا کر لیتے۔ اس نے کہا ٹائم نہیں ہے گاڑی نکل جائے گی۔

یوں وہ بھاگم بھاگ دفتر پہنچا۔ دفتر میں ایک سے بڑھ کر ایک نئی الجھن اس کے سامنے کھڑی تھی۔ سب سے بڑھ کر افسرانِ بالا کا رویہ جو اسے بالکل نہیں بھاتا تھا۔ سارا دن دفتر میں کام کرتا رہا اور واپس گھر پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی۔ گھر آ کر اس نے کھانا کھایا اور ساتھ ہی سونے کا ٹائم ہو گیا۔ سونے سے پہلے اس نے سوچا کہ یہ روٹین اس کی زندگی کو کھائے جا رہی ہے۔



اگلی صبح جب وہ اٹھا تو تازہ دم نہیں تھا۔ رات سونے کے باوجود پچھلے دن کی تھکان نہیں اتری تھی۔ وہ صحن میں آیا، موسم کافی صاف تھا۔ رات کو بارش ہوئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت چڑیا اڑتی ہوئی امرود کے پیڑ پر آ کے بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ایک اور اڑان لی اور پھولوں کی کیاری کے پاس آ بیٹھی ۔ پھر اس نے کیاری کے پاس کھڑے پانی میں ڈبکی لگا کر اپنے پروں کو جھاڑا، ایک اور اڑان بھری اور دوبارہ پیڑ کی شاخ پر جا بیٹھی۔

اسلم کو چڑیا کی اس حرکت میں بہت سکون اور ٹھہراؤ محسوس ہوا۔ وہ چڑیا کے پاس چلا آیا۔ اس نے چڑیا سے کہا تم بہت پر سکون لگ رہی ہو۔ مجھے تمہارے کسی کام میں عجلت اور گھبراہٹ محسوس نہیں ہوئی ۔ چڑیا نے کہا کیسی عجلت کیا گھبراہٹ۔ اسلم نے کہا مجھے روزانہ شدید مصروفیت میں سے گزرنا پڑتا ہے اور اس مصروفیت میں صبح سے شام ہو جاتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم ایک چھوٹا سا پرندہ اتنا آزاد اور میں ایک دفتری کارندہ اتنا مصروف۔

چڑیا نے کہا تم انسانوں سے ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے۔ ہم پرندے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر افسوس کرتے ہیں۔ لیکن تمہیں اس مادی چکر سے نکال نہیں سکتے۔

اشارہ:	ایک ہلکی پھلکی زندگی ہی بہترین زندگی ہے۔

بادشاہ کا باغ اور گائے

ایک گائے کہیں سے بھاگتی ہوئی آئی اور شاہی باغ میں داخل ہو گئی۔ وہ پھولوں کی کیاریوں میں گھسی اور رنگ برنگے پھولوں کو اپنے پاؤں سے مسل دیا۔

`وہ سامنے آنے والے پودوں کے پتوں کو اپنے منہ میں ڈال کر کتر دیتی۔ اس نے سبز گھاس کے لانوں میں دوڑ لگائی اور گھاس کے میدانوں کا حسن اپنے پاؤں تلے روندا۔



وہ پانی کے فواروں کی طرف بڑھی، پانی کے تالابوں میں سے گزری اور کئی فواروں کے منہ اس کے جسم سے ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔

یہ سب دیکھ کر باغ کے دربان اس گائے کی طرف دوڑے تاکہ شاہی باغ کو اس نقصان سے بچایا جائے۔ جلد ہی دربان اس گائے کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ باغ کو کافی نقصان پہنچ چکا تھا اور بادشاہ اس سارے معاملے پر بہت غصے میں تھا۔

اشارہ:	جسم ،روح اور زمین بادشاہ کا باغ ہیں۔اس باغ میں پوری تہذیب کے ساتھ رہنا چاہیے۔اگر قوانین کا خیال نہیں رکھا جائے گا تو عنقریب بادشاہ اپنے دربانوں کے ذریعے اس باغ میں گھومنے پھرنے سے منع کردے گا۔

دینو اور اس کا گدھا

کسی گاؤں میں دینو نام کا ایک آدمی رہتا تھا. اس کے پاس ایک گدھا تھا جس کا وہ بہت خیال رکھتا تھا۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ گدھا بیمار ہو گیا۔ چونکہ دینو کو گدھے سے بہت محبت تھی اس لئے اس کی بیماری دینو کو پریشان کرنے لگی۔



دینو نے اپنی بیوی کو بتایا کہ اگرچہ وہ پوری کوشش کرتا ہے کہ اپنے آپ کو اس پریشانی سے بچائے لیکن پریشان ہونے والا ذہن اس کے قابو میں نہیں آتا۔اس کی بیوی نے اسے بتایا کہ یہ کام کافی محنت مانگتا ہے۔

دینو کو یوں لگتا کہ جیسے وہ تین ہیں۔ گدھا، دینو کا ذہن اور خود دینو؛ جو اپنے ذہن سے الگ بھی تھا اور اس کے مقابلے میں بھی کھڑا تھا۔

پھر ایک دن گدھا مر گیا۔ گدھے کے مرتے ہی گدھے کی طرف پریشان رہنے والا ذہن بھی مر گیا۔ یوں دینو اکیلا رہ گیا - لیکن ُگدھے کی محبت اور اس کی بیماری میں پریشان رہنے کے اثرات اس کی ذات کے ساتھ باقی رہ گئے۔

اشارات:

گدھا	:	انسانی جسم
ذھن	:	جسمانی زندگی کا شعور
دینو	:	روحانی شعور

کوا اور چڑیا کے انڈے

کسی جنگل کے بادشاہ نے حکم دیا کہ سب پرندے اپنی اپنی استعداد کے مطابق کچھ کھانے کا سامان شاہی خزانے میں جمع کروائیں تاکہ مشکل اوقات میں بادشاہ اس خوراک کو مستحق پرندوں میں تقسیم کر سکے۔

مقررہ دن پر بادشاہ نے دربار لگایا اور اس کے وزیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔ ایک ایک پرندہ اندر آتا اور اپنے حصے کا سامان جمع کرواتا۔ کسی کے پاس روٹی کا ٹکڑا ہوتا، کسی کے پاس دانے ہوتے اور کوئی کچھ اور چیز اپنے منہ میں اٹھائے حاضر ہوتا۔

اسی جنگل میں ایک کوا بھی رہتا تھا۔ اس نے جب بادشاہ کا یہ اعلان سنا تو ایک درخت پر موجود چڑیا کے گھونسلے کو خالی پا کر



اس میں گھس گیا۔ اس نے بیچاری چڑیا کے انڈے چرائے اور لا کر بادشاہ کو پیش کر دیے۔

وزیر نے بادشاہ کو بتایا کہ کوے نے چڑیا کے انڈے جمع کروائے ہیں۔ بادشاہ نے وزیر کو کچھ سرگوشی کی۔ وزیر نے دربار میں آکر کوے سے کہا کہ بادشاہ سلامت نے آپ کو شام کو دوبارہ پیش ہونے کا حکم دیا ہے۔

جب شام کو کوا دوبارہ دربار میں پہنچا تو شاہین نے جسے پہلے سے بادشاہ نے حکم دے رکھا تھا ایک ہی وار میں اس کوے کا سر دبوچ لیا۔

اصل میں پرندوں کے بادشاہ کو کھانے کا سامان جمع کروانے کا یہ استحصالی رویہ بالکل پسند نہیں آیا تھا اور اس نے کوے کو یہ سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

اشارہ:	صدقات اور زکوۃ حلال طریقے سے کمائے ہوئے مال سے دیئے جائیں تو تب ہی فائدہ دیتے ہیں ورنہ وبال ہی وبال ہے۔

بڑھیا کی جھونپڑی

ایک مسافر جنگل میں گزرتے ہوئے راستہ بھول گیا۔ راستہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسے رات ہو گئی۔ اچانک اس کی نظر دور روشنی پر پڑی۔ وہ روشنی کی طرف چلتا رہا حتی کہ ایک جھونپڑی کے پاس پہنچ گیا جس کے باہر ایک دیا جل رہا تھا۔

یہ جھونپڑی ایک بڑھیا کی تھی جو تنہا اس جنگل میں اس چھوٹی سی جھونپڑی میں رہ رہی تھی۔ بڑھیا کی اس ویران جنگل میں یہ جھونپڑی اس مسافر کے لیے زندگی کا ایک پیغام ثابت ہوئی۔ بڑھیا نے اسے پانی پلایا، کھانے کے لیے کچھ روکھا سوکھا پیش کیا اور رات ٹھہرنے کے لیے جگہ فراہم کی۔



صبح جب وہ مسافر اس بڑھیا سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا کہ آپ کتنی نیک ہیں جو اس جنگل میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو رستہ بتاتی ہیں۔ کاش میں بھی جنگل میں رہ کر یہی کام کرتا ۔

بڑھیانے یہ سناتو کہارستہ بتانے کا یہ کام   تم اپنے شہر میں پہنچ کر بھی کر سکتے ہو۔ مجھ بوڑھی کے پاس اس ویران جنگل میں بمشکل یہ جھونپڑی اور کم ترین وسائل ہیں ۔ تمہارے پاس شہروں میں ایساہی گھنا اندھیرا ہے، لوگ مسلسل بھٹک رہے ہیں۔ تم مجھ سے بہتر وسائل کے ساتھ بھٹکے ہوئے لوگوں کو اندھیری راتوں میں ٹھکانہ فراہم کر سکتے ہو۔

لوگوں کو اندھیری راتوں میں ٹھکانہ فراہم کرنا اور اگلی صبح سیدھے رستے پہ چلا دینا جنگل میں تو خال خال ہی ہوتا ہے۔ لیکن شہروں میں اس کی اشد ضرورت ہے۔

اشارہ: انسانوں کی زندگیاں پرت در پرت اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ ایسے میں ان چھپے ہوئے مسائل کو سمجھنا اور ان کا مداوا کرنا ہی حقیقی نیکی   ہے اور نیکی کا تعلق کسی مخصوص صورت حال سے نہیں ہوتا۔

حاصل پور

کسی بلڈر نے نیا شہر تعمیر کیا۔ اس نے پہلے ایک بہت بڑا رقبہ خریدا۔ یہ ایک غیر ہموار رقبہ تھا جسے پہلے ہموار کیا گیا۔ اس نے اس رقبے کو مختلف بلاکوں میں تقسیم کیا جس میں کچھ بلاک حالیہ تعمیرات کے لیے استعمال ہونے تھے اور کچھ مستقبل کی تعمیرات کے لیے مختص تھے۔

اس نے اس شہر کے چاروں اطراف دیوار تعمیر کی اور ایک بڑا مرکزی داخلی گیٹ بنایا جس پر سیکورٹی چیک پوسٹ بھی بنا دی . رہائشی گھروں کے ساتھ ساتھ کچھ پلاٹ کمرشل سرگرمیوں کے لیے مخصوص کر دیے۔ سڑکوں کا ایسا جال بچھایا کہ ہر گھر کے پاس سے سڑک گزرتی ، کمرشل ایریا تک پہنچتی اور پھر وہی سڑکوں کا جال شہر کے مرکزی دروازے تک جا پہنچتا۔ اس نے اس شہر میں پانی کی سپلائی اور سیوریج کا نیٹ ورک بھی بنایا، جس کی وجہ سے یہ شہر ہر دم صاف ستھرا رہتا۔



شہر میں کھیل کے میدان بھی تھے اور بیمار لوگوں کے لیے ایک اچھا ہسپتال بھی بنایا گیا ۔ شہر کے اندر پارک بھی بنائے گئے اور گھروں کے سامنے اور تمام سڑکوں کے ساتھ ساتھ سرسبز درخت اگائے گئے۔

اس کے علاوہ عبادت خانے تعمیر کیے گئے اور سکول اور کالج بھی بنائے گئے تاکہ شہر کے باسیوں کی روحانی اور علمی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔اس بلڈر نے اس عظیم شہر کا نام حاصل پور رکھا۔

اشارہ: انسانی زندگی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ انسان اپنی ذات کے اندر ایک پورا شہر تعمیر کرے جس میں انسانی ذات کے ترقی کرنے کے بھرپور وسائل موجود ہوں۔

جنریٹر

ایک شخص کے گھر میں اندھیرا تھا۔ اس نے بالآخر پیٹرول سے چلنے والا ایک جنریٹر خریدا۔ جنریٹر میں جب پیٹرول ڈالا گیا اور اس نے چلنا شروع کیا تو بجلی پیدا ہوئی جس نے سارے گھر کو روشن کر دیا۔

جنریٹر جو دھات سے بنی ہوئی ایک مشین ہے، پیٹرول جو ایک سیال مادہ ہے اور اور روشنی جو ایک لطیف نور ہے۔بظاہر ان تینوں میں کوئی مماثلت نظر نہیں آتی۔



بہرحال روشنی جنریٹر سے الگ وجود قائم رکھے ہوئے تھی۔ اس شخص نے ایک بیٹری بھی خریدی اور اب وہ اس بیٹری میں بجلی کو الگ سے جمع کر کے دوسری جگہ لے جا کر اور چیزوں کو بھی روشن کر سکتا تھا۔

اشارہ:	انسانی جسم ایک ایسی مشین ہے جس کے ساتھ ترقی کرنے والا شعور اس مشین سے الگ ہو کر بھی اپنا وجود رکھتا ہے۔

چٹخنی

ایک آدمی کمرے کے اندر دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا کے سویا ہوا تھا۔ اس کے دوست احباب کافی دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتے رہے۔ لیکن گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے اس نے دروازہ نہ کھولا۔

اس کے احباب نے کوشش کی کہ وہ زور لگا کر دروازہ کھولیں اور اس کو بیدار کریں۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا کیونکہ اس نے دروازے کو اندر سے چٹخنی لگائی ہوئی تھی۔ دوست احباب تھک کر چلے گئے اور وہ اندر ہی سویا رہ گیا۔



اشارہ: کچھ لوگ تقاضا تو کرتے ہیں کہ انہیں نئے علوم وافکار سے متعارف کرایا جائے لیکن ایسا صرف اس لیے ممکن نہیں ہوتا کہ انہوں نے اپنی ذہنی اور روحانی استعداد کے خانے کو اندر سے بند کیا ہوتا ہے۔ جب تک وہ اس روش کو اپنے اندر سے نہ بدلیں کوئی دوسرا ان کی مدد کرنے سے عاری ہوتا ہے۔

تتلی اور کوا

ایک کوا کہیں سے اڑتا ہوا ایک باغ میں اترا۔ باغ میں اس کی نظر خوبصورت تتلی پر پڑی۔ تتلی کے خوشنما، نازک اور رنگین پر اس کوے کو ذرا نہ بھائے۔

اس نے تتلی سے کہا یہ سب کیا فضول نمائش ہے۔ تتلی نے کوے کی طرف دیکھا اور کہا میرا یہ حسن، نزاکت اور رنگینی میرے اندرونی ذوق کا بیرونی اظہار ہے جو تجھ کو تاہ نظر کو دکھائی نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر تتلی اڑی اور پھولوں کی کیاری میں ایک خوش رنگ پھول پر جا بیٹھی۔

یہ دیکھ کر کوے نے پھر طنز کیا کہ تو پھولوں میں کیا ڈھونڈتی ہے۔ تتلی نے کہا یہ پھول میرے ذوق کی تسکین کا سامان کرتے ہیں اور ہم باہم حسن، نزاکت اور رنگینیوں کی حکایت کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ سب تم کوے کے شعور سے بالاتر چیز ہے۔

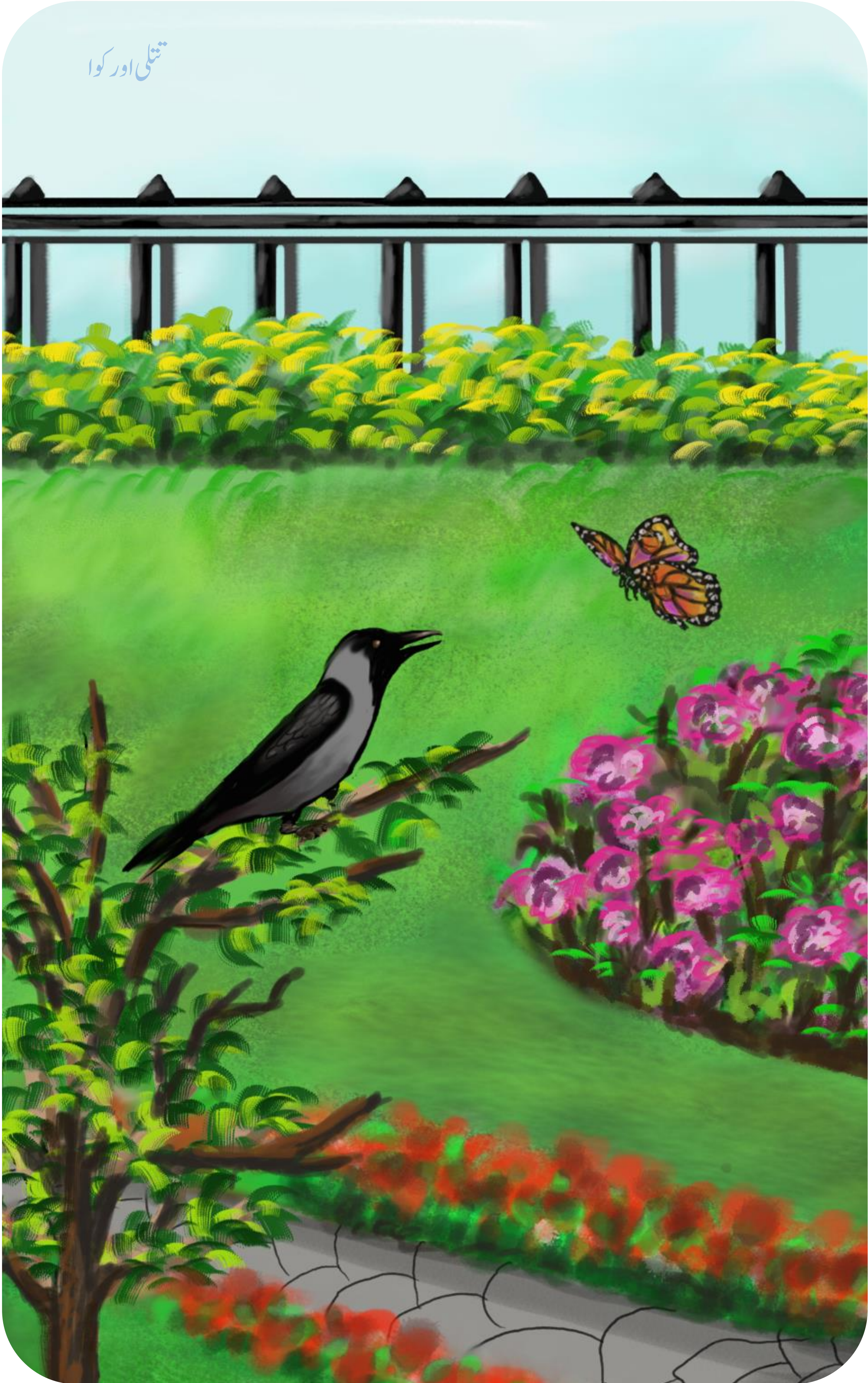
کوے نے کہا یہ سب کیا بے کار مشغلہ ہے مجھے دیکھو جہاں چاہے اڑا پھرتا ہوں۔ کبھی اِس گھر کبھی اُس گھر۔ کبھی کچھ پڑا ہوا مل جائے تو خوب ورنہ اچک کر بھی کھالیتا ہوں۔ اور یہ جا اور وہ جا۔

تتلی نے کہا تیرا یہ روزگار اور کردار ہی وہ عوامل ہیں جنھوں نے تیری فطرت میں بدذوقی پیدا کر دی ہے۔

تم کوے ہو تمیں پھولوں، تتلیوں اور گلشنوں کی رعنائیوں اور سرگوشیوں سے کیا کام۔

اشارات:

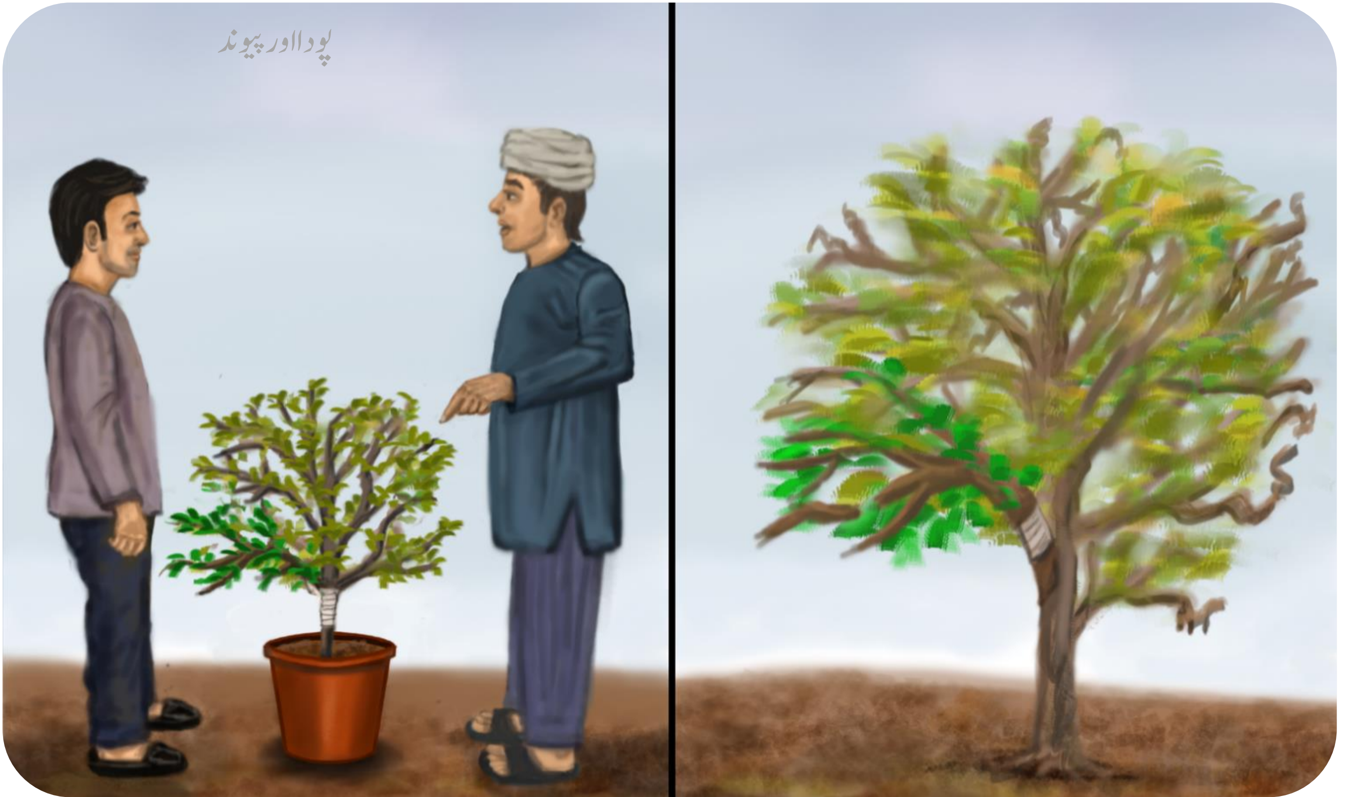
تتلی	:	لطیف حواس۔اعلیٰ ذوق
پھول	:	اعلیٰ ذوق اور شعور کے حصول میں معاون عوامل
گلشن	:	روحانی مسرتوں کا عالم
کوا	:	بےذوقی ۔لطیف حواس کا ناپید ہونا۔


تتلی اور کوا

پودااور پیوند

ایک آدمی نرسری سے ایک پھلدار پودا لے کر گھر آیا۔ نرسری کے مالک نے اسے بتایا کہ یہ درخت اپنی اصلی حالت میں جنگلی قسم کے پھل دیتا ہے تاہم اس نے اس کی ایک شاخ کو اچھی قسم کے پھل سے پیوند کر دیا ہے
۔

اس نے اسے وہ شاخ دکھائی اور بتایا کہ اس نئی شاخ کی خوب پرورش کرنا اور پرانی نسل کی شاخوں کو وقتاً فوقتاً کاٹتے رہنا تاکہ جب پودابڑاہو تواچھی قسم کا پھل دے سکے۔



اس آدمی نے گھر آ کر وہ پودا زمین میں لگا دیا۔ وہ اس کا باقاعدہ خیال کرتا۔ اس کی گوڈی کرتا، پانی دیتا اور موسم کے مطابق کھاد بھی ڈالتا۔ لیکن وہ نرسری والے کی وہ ہدایت بھول گیا کہ اس نے جنگلی شاخوں کو کاٹنا تھا اور نئی پیوند کی ہوئی شاخ کو بڑھوتری دینی تھی۔

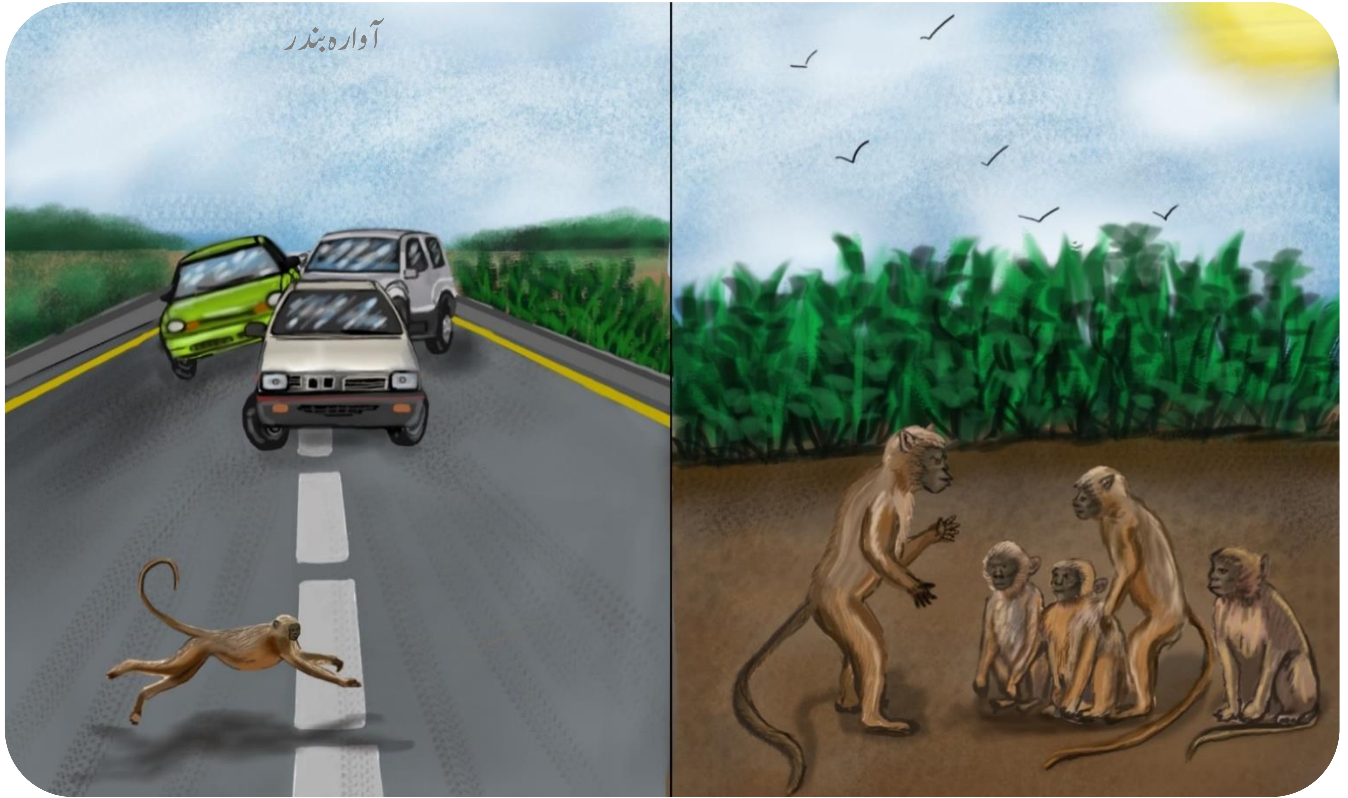
پودا بڑا ہوتا گیا اور پھر ایک سال اس پہ خوب پھل لگا لیکن یہ کیا ! اس پر تو جنگلی قسم کا پھل لگا جو نہ تو خوش شکل تھا اور نہ ہی خوش ذائقہ ۔ وہ بہت پریشان ہوا کہ اس نے اتنے سال برباد کر دیے اور اپنی محنت کا مطلوبہ پھل نہ حاصل کر سکا۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا اور پچھتانے سے کچھ فائدہ حاصل ہونے والا نہیں تھا۔

اشارہ:	انسانی زندگی اس دنیا میں انسان کے لیے اپنی نشوونما کا ایک نادر موقع ہے۔ ورنہ یہ وقت لگے بندھے ارتقاء کے سلسلے کی ایک کڑی ثابت ہو گی جس میں سے اپنا انفرادی حصہ تلاش کرنا ناممکن ہے۔

آوارہ بندر

ایک بندر جنگل سے نکل کر قریبی قصبے میں گھومتا اور مختلف شرارتیں کرتا رہتا۔ کبھی وہ کسی راہگیر سے کوئی چیز چھین لیتا اور کبھی کسی دکان سے کوئی چیز اچک کر بھاگ جاتا۔

بندروں کے قبیلے کے سردار نے اس بات پر اس کی کافی دفعہ سرزنش کی اور اسے منع کیا کہ وہ یہ عادات چھوڑ دے۔ اس کی بجائے جنگل میں اپنے لوگوں کے ساتھ مل کر رہے اور اسی خوراک پر گزارہ کرے جو سب بندر جنگل میں کھاتے ہیں۔



اس آوارہ بندر کو اپنے سردار کی بات اچھی نہ لگی، وہ یوں ہی قریب قصبے میں گھومتا رہا اور شرارتیں کرتا رہا۔ اس طرح آوارہ گھومنا اور شرارتیں کرنا اس کے لیے معمول کی بات تھی اور اسے اس بات کا معمولی سا وثوق بھی نہیں تھا کہ اس کی ان شرارتوں کا انسانی زندگیوں پر بھی کوئی اثر پڑتا ہے۔

ایک دن اس آوارہ بندر نے ایک دکان سے کچھ کیلے اٹھائے۔ دکان دار اس کے پیچھے بھاگا، بندر دوڑ کر سڑک پر آ گیا۔ اس کے یوں اچانک سڑک پر آنے سے مخالف سمت سے آنے والی گاڑیوں نے ایمر جنسی بریکیں لگائیں۔ خوب شور مچا۔ دو گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں اور کئی لوگ زخمی ہو گئے۔

ایک ساتھی بندر نے اپنے سردار کو یہ تمام واقع سنایا۔ سردار نے اس بندر کو بلا کر خوب ڈانٹا کہ دیکھو تمہاری وجہ سے کتنا نقصان ہو گیا۔ کئی بے گناہ لوگ زخمی ہو گئے۔ بندر معصوم شکل بنائے سردار کے سامنے کھڑا تھا جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔

اشارہ:	انسان جب بھی کوئی کام اصول اور قانون سے ہٹ کر کرتا ہے تو اس کا یہ عمل معاشرے میں فساد کا باعث بنتا ہے۔ ایسے میں بھولا ہونا یا معصوم بننے کی کوشش کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اخروٹ

بادشاہ کے سامنے طشت میں اخروٹ پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک اخروٹ کو طشت سے اٹھا کر میز پر رکھا۔ طشت میں موجود باقی اخروٹ یہ منظر دیکھ رہے تھے ۔

میز پر آنے کے بعد یہ اخروٹ تھوڑا گھبرایا ہوا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ بادشاہ ہتھوڑی سے اس کا بیرونی خول توڑ دے گا تاہم اخروٹ کی اپنی خواہش بھی یہی تھی کہ اس کا بیرونی خول ٹوٹے اور اندرونی مغز باہر آ جائے۔ اس اخروٹ نے اس دن کے لیے ایک مدت تک انتظار کیا تھا۔ لیکن پھر بھی گھبرایا ہوا تھا۔



بادشاہ نے اسے ایک ہاتھ سے سہارا دیا۔ بادشاہ کے اس ہاتھ کے لمس سے اسے بہت سرور آیا۔ اس کے تن بدن میں گویا ایک نور کی لہر سی گزر گئی۔ اسی اثناء میں بادشاہ نے اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہتھوڑی سے

اس کے خول پر ضرب لگائی ۔ بیرونی خول ٹوٹ گیا اور یہ اخروٹ اپنے اندرونی ذاتی مغز کے ساتھ زندہ ہو گیا۔
آج اس اخروٹ نے اپنی معراج پالی تھی۔

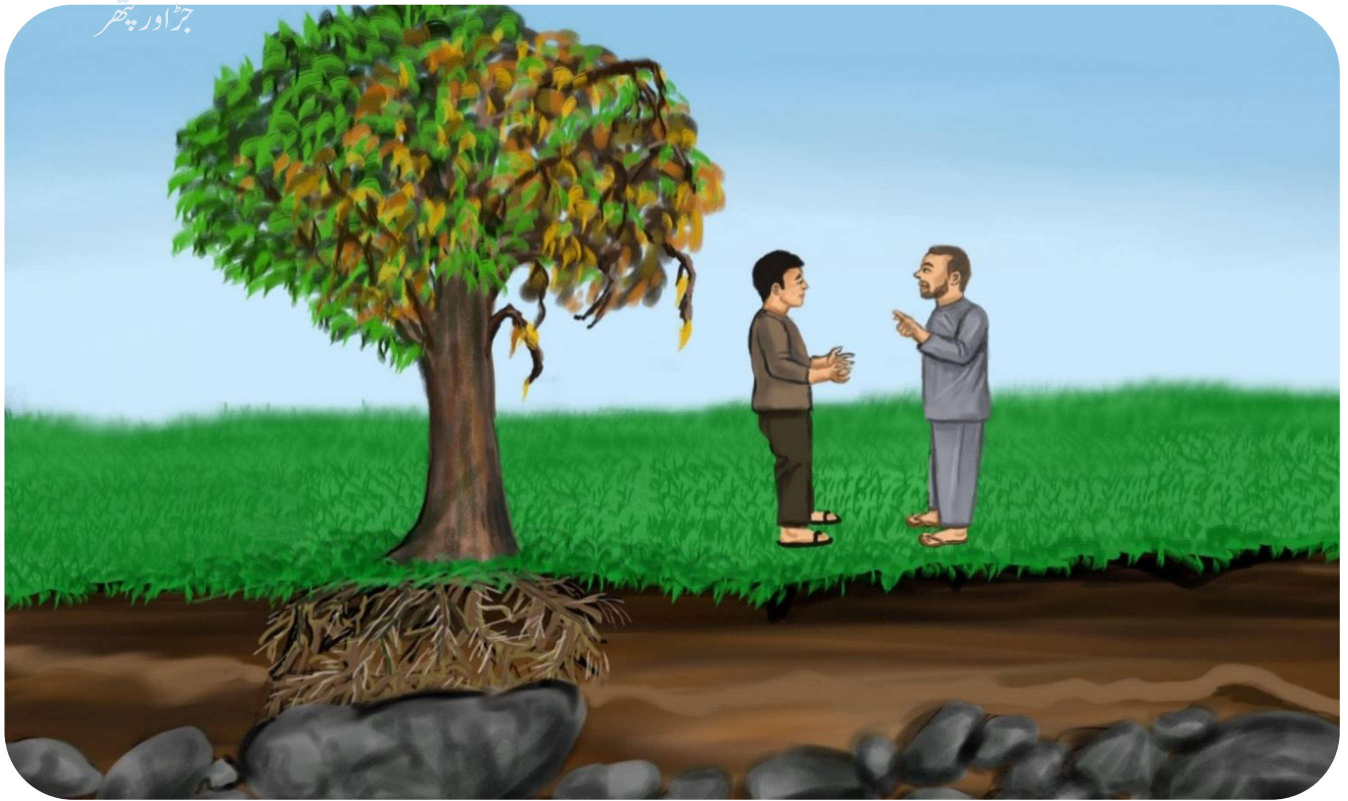
اشارہ:	انسان کی معراج اس کی قلب وروح کی زندگی ہے جو گوشت وپوست کے جسم کے علاوہ ایک چیز ہے۔ اگر طلب شدید ہو تو وہ دن آ ہی جاتا ہے جب بادشاہ ایک ضرب سے قلب وروح کے اوپر پڑا خول توڑ کر انہیں آزاد کر دیتا ہے۔

جڑ اور پتھر

ایک آدمی نے اپنے صحن میں ایک پھلدار پودا لگایا۔اس نے زمین کو کچھ زیادہ تیار نہیں کیااور پودا لگا دیا۔

تاہم بعد میں وہ اس پودے کا بہت خیال رکھتا۔ اس کو پانی دیتا اور اس کی بیرونی تراش خراش کا خیال رکھتا۔ چند سالوں میں پوداجوان ہو گیااور اس شخص کوامید لگی کہ آئندہ سال یہ پودا پھل لائے گا۔

لیکن اس کی امیدوں کے برعکس وہ پودا آہستہ آہستہ مرجھانا شروع ہو گیا۔ اس پر وہ آدمی بہت پریشان ہوا کہ جس پودے پر اس نے سالہا سال محنت کی تھی اور ہر طرح کا خیال رکھا تھا، آخر کیا ہوا کہ جب پھل لگنے کا وقت آیاتو یہ پوداسوکھ گیا۔



اس نے شہر سے ایک تجربہ کار مالی کو بلایا اور اسے سارا قصہ سنایا۔ مالی سمجھدار تھا، اس نے اس شخص کو بتایا کہ یقیناتم نے اس پودے کے خیال رکھنے میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی ہو گی۔ لیکن اس کے خشک ہونے کی وجہ اس

پودے کی جڑ کے عین نیچے موجود سخت پتھر ہیں جنہوں نے اس پودے کی نشوونما اچانک روک دی ہے اور نتیجتاً پودا مرجھا کر خشک ہوگیا ہے۔

مالی نے مزید کہا کہ تم اگرچہ اس پودے کی بیرونی نشوونما کا پورا خیال رکھتے رہے ہو لیکن تم نے شروع میں اس کی جڑ کے نیچے پڑے ہوئے سخت پتھر ہٹانے کی کوشش کبھی نہیں کی۔

اشارہ:	بنیاد اور جڑ کسی چیز کی تعمیر اور نشوونما کی اصل ہوتی ہیں۔ اگر بنیاد اور جڑ کا خیال نہ رکھا جائے تو باوجود اس بات کے کہ انسان کچھ سال بڑھوتری دیکھے گا لیکن بہر حال اسے جلد ہی ناکامی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بس

یہ ایک ڈبل ڈیکر ٹوریسٹ بس تھی جو شہر کی ایک سمت سے چلتی اور مختلف سٹاپ کرتی ہوئی شہر کی دوسری جانب آخری سٹاپ پر پہنچ جاتی۔اس بس کے مسافر کئی ملکوں اور شہروں سے آئے ہوئے مختلف سیاح تھے۔

جب بس کسی سٹاپ پر رکتی تو کچھ سیاح اس میں سوار ہو جاتے اور کچھ اتر جاتے۔ نہ تو یہ پتا لگتا کہ سوار ہونے والے سیاح کون ہیں اور نہ ہی اترنے والوں کی کچھ سمجھ آتی کہ وہ کہاں جارہے ہیں۔



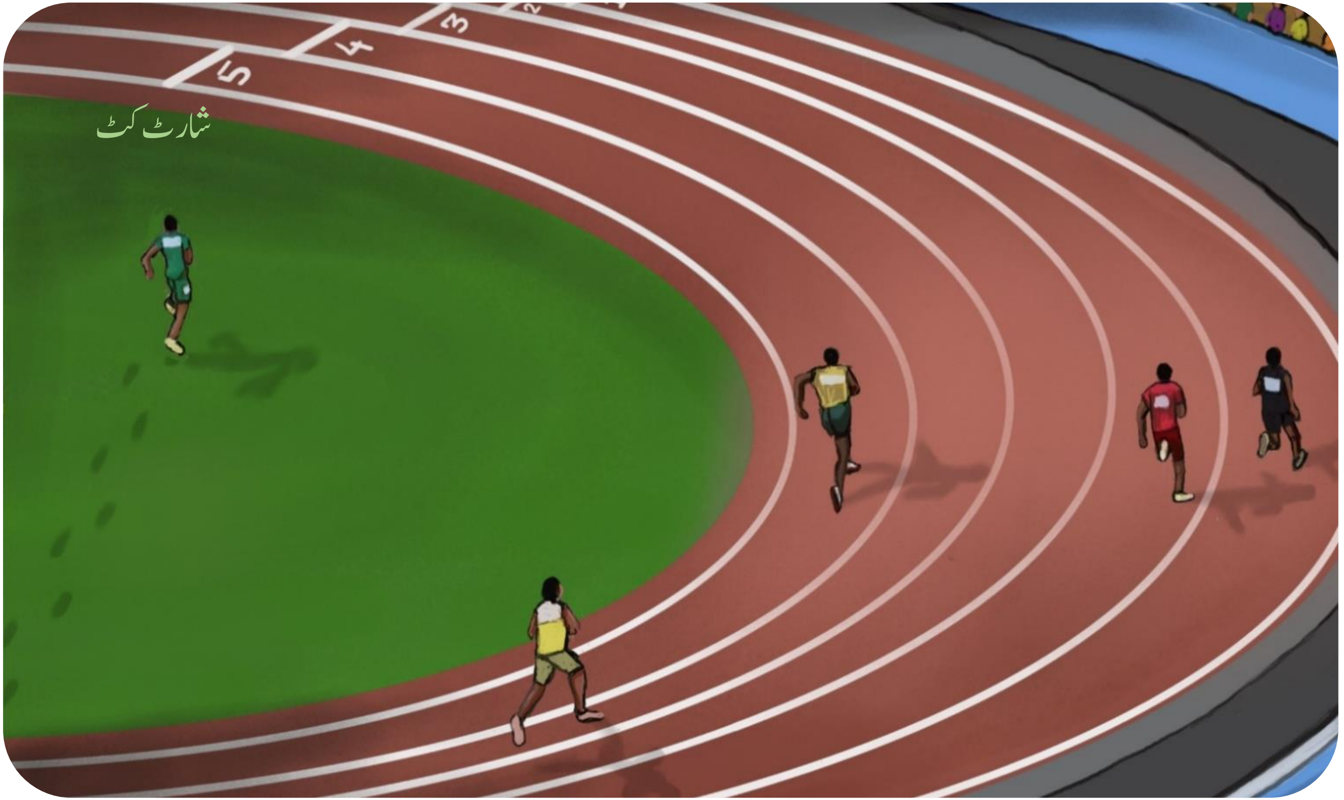
تھوڑی دیر کا ساتھ جو بس میں بیٹھے مسافروں کو حاصل ہوتا وہ اس میں ایک دوسرے کے لباس اور شکلیں ہی دیکھ پاتے یا پھر کچھ سلام علیک ہو جاتی۔ بس خوبصورت تھی، سیاحتی مناظر بھی اچھے تھے لیکن مسافروں کی آپس میں غیر ہم آہنگی ایک عجیب بات تھی۔

اشارہ:	دنیا کے لوگوں کو اگر عارف کی نظر سے دیکھا جائے تو ایک سیاحتی شہر میں چلنے والی بس کے مسافروں کی طرح ہی لگتے ہیں۔

شارٹ کٹ

ایک سٹیڈیم میں دوڑ کے مقابلے کے لیے ٹریک بنایا گیا۔ ٹریک سٹیڈیم کے ایک طرف سے شروع ہو کر گولائی میں گھوم کر جس پوائنٹ پہ ختم ہوتا تھا وہ دوڑ شروع ہونے والے پوائنٹ کے قریب ہی تھا۔

دوڑ کا مقابلہ شروع ہوا تو سب کھلاڑی بہت تیزی سے دوڑے تا کہ جلدی سے آخری پوائنٹ تک پہنچ جائیں۔ ایک کھلاڑی سست رفتار تھا اس نے جب دیکھا کہ وہ دوڑ نہیں جیت سکتا تو وہ پوری گولائی میں دوڑے بغیر سیدھا ہی شروع والے پوائنٹ سے آخری جیتنے والے پوائنٹ پر آکر کھڑا ہو گیا۔ ریفری نے یہ دیکھا تو اس پر



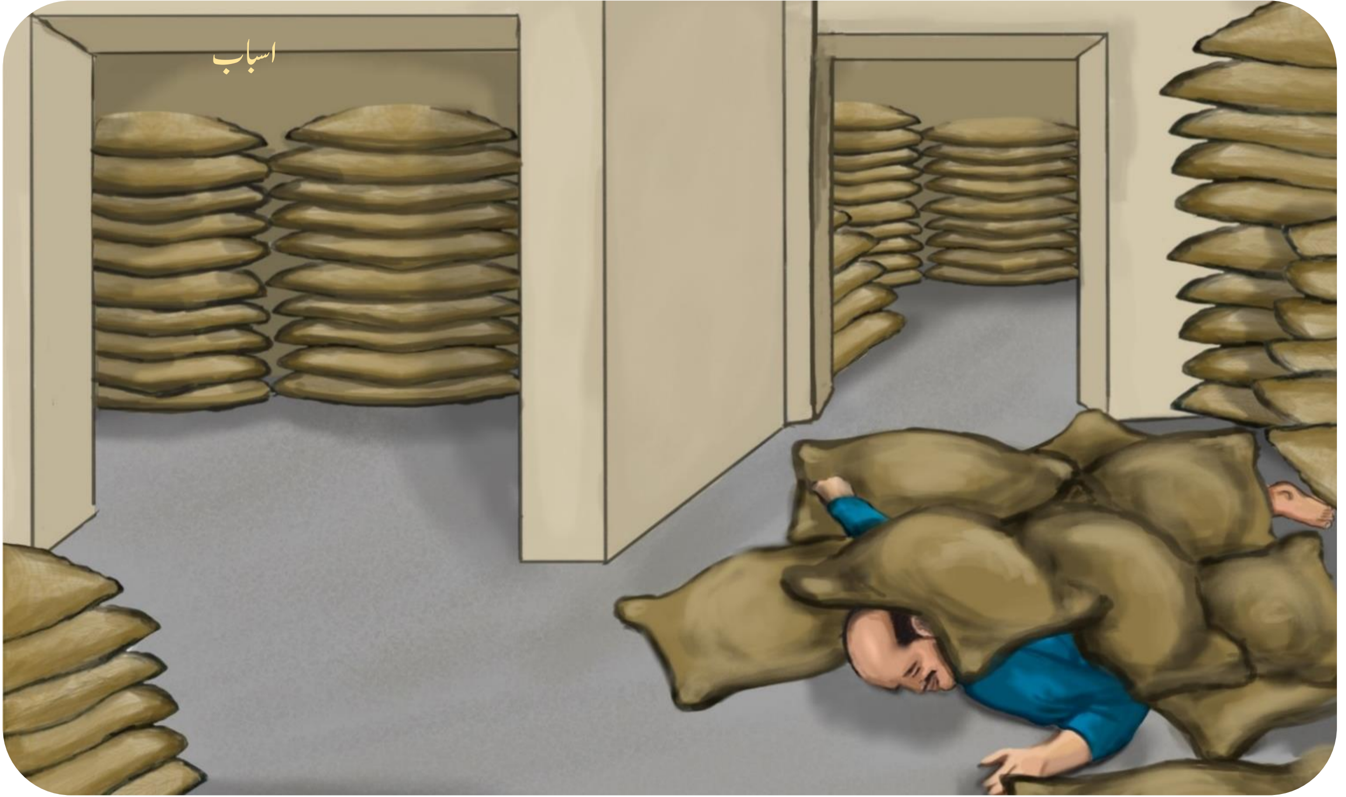
ہنسا اور قانون توڑنے پر دوڑ سے باہر نکال دیا۔

اشارہ:	صرف جیتنے والے پوائنٹ پہ موجود ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ آپ جیت بھی گئے ہیں، کامیابی کے لیے شروع سے آخر تک مقررہ ٹریک میں سفر بھی کرنا پڑتا ہے۔

اسباب

ایک آدمی بھوک اور غریبی کے خوف میں مبتلا تھا۔ اسے فکر تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس کھانے کے اسباب ختم ہو جائیں اور اس کی زندگی میں غربت اور بھوک لوٹ آئے۔

اس خوف کو دور کرنے کے لیے اس نے ایک بیس کمروں کا گھر تعمیر کیا۔ وہ ان کمروں کو ایک ایک کر کے آٹا، چاول اور دالوں کی بوریوں سے بھرتا رہا۔ اس کے علاوہ اس نے پیسوں کی تجوریاں بھی بنائیں تاکہ اس پیسے کی موجودگی میں وہ کبھی غریب نہ ہو۔



اس نے اپنے گھر کے صحن میں بھینسیں اور گائیں بھی پالیں تاکہ دودھ گھی بھی مسلسل مہیا ہو اور کسی طرح کی کمی واقع نہ ہو۔

وہ روزانہ صبح اٹھتا، پہلے غلے کے کمروں میں جاتا اور صفائی ستھرائی کرتا، تاکہ اناج کو کیڑا نہ لگے۔

پھر تجوریوں کی طرف رخ کرتا اور نوٹوں کو بار بار گنتا۔ پھر مویشیوں کی طرف جاتا اور ان کا خیال رکھتا ۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی وہ اس خوف میں رہتا کہ کہیں مستقبل میں اس کے اسباب کم نہ ہو جائیں اور وہ غریب نہ ہو جائے۔

ایک دن وہ غلے کے ایک کمرے میں بوریوں کے ایک اونچے سٹاک کے پاس کھڑا تھا۔ اچانک کچھ بوریاں پھسل کر اس کے اوپر آ گریں۔ وہ اس اچانک مصیبت سے بھاگ نہ سکا اور بوریوں کے نیچے پھنس گیا، ادھر نزدیک کوئی موجود بھی نہ تھا جو اسے اس وزن کے نیچے سے نکالتا۔ وہ اس بے بسی کی حالت میں بوریوں کے نیچے دبا ہوا رہ گیا۔

اشارہ:	کثیر اسباب کا مالک اگر اپنے آپ کو اسباب سے الگ کر کے زندگی کے اعلی مقصد کی طرف نہ بڑھے تو ایک دن یہی اسباب اسے اپنے نیچے کچل دیتے ہیں۔

چراغ

کسی گاؤں میں ایک آدمی کے پاس کئی گھڑے سرسوں کا تیل تھا۔ اس کا ایک ہی کمرے کا گھر تھا اور تیل کے گھڑے اس کی چارپائی کے نیچے اور کمرے کے چاروں اطراف پڑے ہوئے تھے۔

اندھیرے میں آتے جاتے وہ ان گھڑوں سے ٹکرا کر گر جاتا اور خود کو زخمی کر لیتا۔ وہ پریشان تھا لیکن نہ یہ تیل کسی کو دیتا اور نہ ہی اپنے استعمال میں لانے کا ہنر جانتا تھا۔



ایک دن قریبی پہاڑ سے ایک جوگی اس گاؤں میں اترا۔ گاؤں کے لوگ جوگی کے گرد جمع ہو گئے اور اپنے مسئلوں کا حل پوچھنے لگے۔ یہ تیل کے گھڑوں کا مالک بھی وہاں پہنچا اور اس نے اپنے تیل کے ذخیروں اور ان سے ٹکرا کر زخمی ہونے کی کہانی جوگی کو سنائی اور اس کا حل معلوم کرنا چاہا۔

جوگی نے اس کی بات سن کر کہا، تمہارے پاس اتنا تیل ہے کہ اپنی زندگی کی ساری راتیں روشن کر سکتے ہو اور تم ہو کہ اندھیرے میں گر کر زخمی ہو رہے ہو۔ اس آدمی نے جوگی سے پوچھا کہ بھلا وہ اس تیل سے کیونکر مستفید ہو سکتا ہے۔

"تمہیں بس ایک چھوٹے سے چراغ کی ضرورت ہے" جوگی نے جواب دیا۔

اشارات:

تیل کے گھڑے	:	علم ۔ معلومات کا ذخیرہ
چراغ	:	دل۔ حکمت۔ بصیرت

کنواں

ایک شہر میں پانی کی قلت تھی۔ لوگ پیاسے تھے اور پانی کی طلب میں مارے مارے پھرتے تھے۔ کچھ لوگ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور اپنی پیاس کی شکایت کی۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر کے صدر دروازے کے پاس ایک کنواں کھودا جائے۔ جگہ کا تعین ہوا اور کھدائی شروع ہو گئی۔ شروع میں مٹی کی تہیں تھیں۔ پھر پتھر کی تہیں اور آخر میں ریت کی تہیں کھودی گئی۔ لوگ



منتظر تھے اور اس جانفشانی کے کام کو دیکھ رہے تھے۔

ایک دن اہلکاروں نے زور سے ڈرم پیٹا اور اعلان کیا کہ کنواں کھود لیا گیا ہے اور صاف شفاف اور میٹھا پانی نکل آیا ہے۔

لوگ چاروں اطراف سے کنویں تک آئے، پانی کے ڈول نکالے اور اپنی پیاس بجھائی۔

اشارہ:

کنواں: شہر جسم کے سینے میں ایسے ہی جانفشانی سے کھدائی کرنی پڑتی ہے جس کے بعد ہی قلب کا کنواں صاف شفاف اور میٹھا پانی دیتا ہے جو اپنی اور دوسروں کی روحانی پیاس کو بجھاتا ہے۔

تندور

ایک تندور کا بیٹا جب جوان ہوا تو اس نے اپنے باپ سے کہا، مجھے روٹیاں لگنے اور پکنے سے تو انس ہے لیکن مجھے یہ بالکل پسند نہیں کہ میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی ہو۔

اس کے باپ نے کہا، بیٹا جب تک تن بدن آگ میں جل کر سرخ نہ ہو جائے تب تک کسی تندور نے کوئی روٹی نہیں پکائی۔



اشارہ:	جو لوگ تزکیہ اور ریاضت کے بغیر کسی روحانی ترقی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ وہ ایک ایسی خواہش کے پیچھے ہوتے ہیں جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

شربت

ایک آدمی نے شربت تیار کیا۔ اس نے شربت کے جگ میں کئی چمچ چینی ڈالی لیکن اس کو ہلانا بھول گیا۔ وہ شربت کے گلاس بھرتا اور پلانے کے لیے پیش کرتا۔ پینے والوں کو شربت پھیکا محسوس ہوتا اور وہ برا سامنہ بنالیتے۔

اس شربت بنانے والے کو اپنی اس غفلت کا کہ اس نے چینی کو شربت میں مکس نہیں کیا ذرا بھی احساس نہیں



تھا۔ چینی یوں ہی جگ کے نیچے بیٹھی رہی اور اس نے پھیکا شربت تقسیم کر کے جگ خالی کر دیا۔

اشارہ:	انسان کے اندر استعداد (Potential) کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک کہ اس استعداد کو عمل میں لا کر کوئی نتیجہ نہ پیدا کر لیا جائے۔

توا

کچن میں آٹا گوندھنے والی پرات نے ایک توے کی طرف حقارت سے دیکھا کہ کیا کالے کلوٹے ہو۔ تم نے تو سارے کچن کا حسن خراب کرر کھا ہے۔ مجھے دیکھو کیسی حسین و جمیل ہوں۔

یہ سن کر توے نے کہا۔ میرے اس دامن پر جس کو روزگارِ ہستی نے بوسیدہ کر دیا میرا حسن تلاش نہ کرو۔ بلکہ میرا حسن اس گھر کے ان نوجوانوں کے سرخ گالوں میں دیکھو جو میری تپتی ہوئی جان کے اوپر پکنے والی روٹی کھا کر جوان ہوئے ہیں۔

اشارہ:	حقیقی رہنما اور پیشوا اپنی دنیا کو آنے والی نسلوں کو پروان چڑھانے کے لیے قربان کر دیتے ہیں۔ ایسے میں دنیادار لوگ اپنی ناسمجھی کی بنیاد پر ان کو تنقید کا نشانہ بھی بناتے رہتے ہیں۔


توا

آلو مٹر

ایک باورچی نے آلو مٹر کا سالن تیار کر کے ہانڈی کو پلیٹ سے ڈھک دیا۔ ایسے میں تنہائی میں آلو کے بڑے بڑے قتلوں نے مٹروں کے سامنے شیخی بگھاری کہ اگرچہ ہم سب لوگ اکھٹے پک کے تیار ہوئے ہیں لیکن تم مٹر ہم سے بہت چھوٹی ذات کے لوگ ہو۔ آلو کے قتلوں نے اپنے عظیم الجثہ ہونے پر فخر کیا۔

تھوڑی دیر بعد باورچی واپس کچن میں آیا اور اس نے سالن پلیٹ میں ڈال کر صاحبِ خانہ کے آگے پیش کیا۔ پلیٹ میں آلو بھی تھے اور مٹر بھی۔ صاحبِ خانہ آلووں اور مٹروں کو ایک ساتھ چند نوالوں میں چٹ کر گیا۔

اشارہ:	جسمانی اور علمی اعتبار سے عظیم الجثہ (Quantitative) ہونا کوئی فضیلت نہیں جب تک کہ آدمی میں امتیازی خصوصیات (Qualitative differences) نہ ہوں۔


آلو مٹر

پنکھا

ایک چھت پر خوبصورت پروں والا پنکھا لگا ہوا تھا۔ جب گھر کا کوئی فرد بجلی کا بٹن آن کرتا تو وہ پنکھا گھومنا شروع کر دیتا۔ جب بٹن آف کیا جاتا تو پنکھا چپ چاپ کھڑا ہو جاتا۔ اگر کوئی بٹن آن نہ کرتا تو پنکھے کو مہینوں ساکت کھڑے ہونے میں بھی کوئی عار نہیں تھا۔

ایک چیونٹی چھت پر رینگتی ہوئی جا رہی تھی۔ پنکھے نے اسے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا،اے چھوٹی مخلوق کدھر جا رہی ہو۔ چیونٹی نے یہ سنا تو رک کر بولی کسی مخلوق کی عظمت اس کی حرکت سے واضع ہوتی ہے، میں چھوٹی مخلوق ضرور ہوں لیکن اپنی حرکت میں آزاد ہوں اور تمہاری طرح کسی بٹن کے دبنے کی محتاج نہیں۔

اشارہ:	حرکت اور آزادی کسی بھی شخصیت کے دو اہم جزو ہیں۔



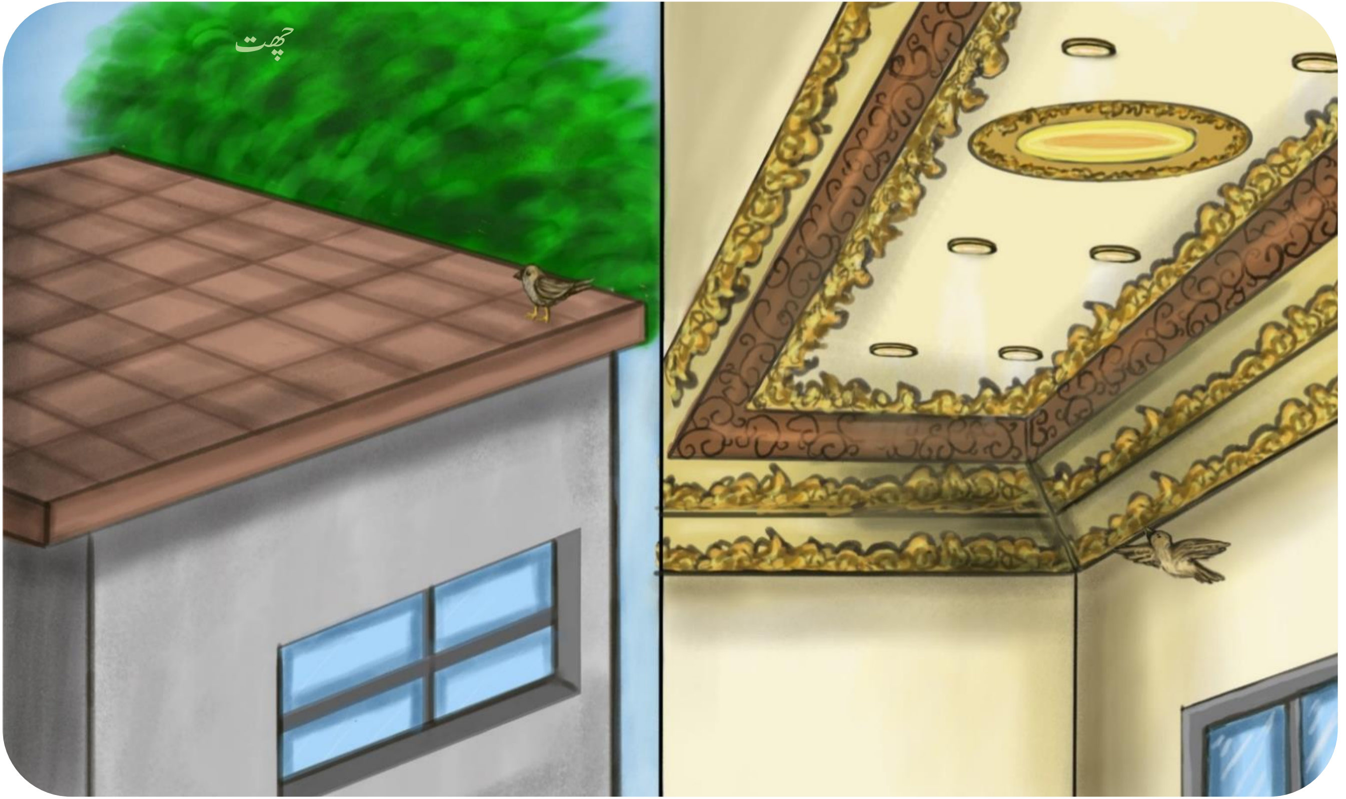

پنکھا




چھت

کوئی چڑیا دروازہ کھلا دیکھ کر ایک گھر کے اندر داخل ہو گئی۔اس نے دیکھا کہ گھر کی سیلنگ (Ceiling) پر طرح طرح کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ابھی وہ دیکھ ہی رہی تھی کہ ایک بچہ اس کی طرف لپکا اور وہ فوراً سے اڑی اور باہر نکل کر گھر کی چھت پر آ گئی۔اس نے دیکھا کہ چھت اوپر سے بالکل سپاٹ اور سیدھا سادہ تھا۔

چڑیا نے چھت سے کہا تمہیں پتا ہے کہ تمہارے اندروں میں کیا خوب نقش و نگار بنے ہیں۔ چھت نے کہا نہیں ایسا تو کچھ بھی نہیں جو کچھ میرے بیرون میں تم دیکھ رہی ہو یہی کچھ اندروں میں بھی ہو گا۔



چڑیا نے کہا ایسے نہیں ، میں ابھی اندر سے ہو کر آئی ہوں اور میں نے تمہارا اندروں دیکھا ہے۔ وہ مزین اور رنگین ہے۔میری مانو تو تم ضرور کوئی حیلہ کرو کہ اپنے اندروں سے تعلق بنا سکو۔

ایسا تعلق تمہیں بادو باراں اور تپتی دھوپوں کی ان سختیوں جن کو تم سالہا سال سے جھیل رہے ہو بے نیاز کر دے گا۔ چڑیا کی یہ بات سن کر جھٹ متفکر ہو گئی۔

اشارہ: انسان کو اپنے باطن سے تعلق قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

جنگل

ایک آدمی کو گھنے جنگل میں جنگلی جانوروں نے گھیر لیا۔ وہ سیر کے لیے جنگل میں آیا تھااور بحفاظت واپس اپنے گھر پہنچنا چاہتا تھا۔

اس کے سامنے ریچھ تھے پیچھے لومڑ تھے۔ دائیں ہاتھ پہ ہاتھی اور زرافے کھڑے تھے اور بائیں ہاتھ پہ جنگلی بھینسے اور بیل تھے۔ اس نے اوپر نظر کی تو درختوں پہ شکاری پرندے بیٹھے نظر آئے۔ وہ ڈر سے نیچے نہیں دیکھ رہا تھا کہ ضرور کوئی رینگنے والے جانور بھی آس پاس ہی ہوں گے۔



وہ کبھی ایک طرف بڑھتا کبھی دوسری طرف۔ کبھی ان جانوروں کو ڈاج دیتا کبھی اُن دوسروں کو۔ جانور بھی ہوشیار تھے لیکن اس نے بھی ٹھان رکھی تھی کہ ان سے بچ کے بحفاظت گھر پہنچنا ہے۔ وہ متحرک اور گرم جوش رہااور پھر اچانک ان جانوروں کے بیچوں بیچ گیپ بنا کے دوڑ لگادی۔

کچھ دیر تک ان جانوروں نے اس کا تعاقب کیا۔ لیکن پھر رک گئے۔ وہ دوڑتا رہا اور بالاخر اپنے گھر خیریت سے پہنچ گیا۔

اشارہ:	ایک کامیاب انسان وہ ہے جو اپنی شعوری ذات کو ایسے تمام اثرات سے بچائے جو اسے پیچھے کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں۔

ٹیکنکل نیکی

ایک تاجر کی شہر میں بہت بڑی دکان تھی۔ روزانہ خوب سیل ہوتی تھی۔ وہ تاجر سال کے آخر میں کچھ پیسے غریبوں کو صدقات میں دے دیتا لیکن وہ عام زندگی میں بہت ترش رو اور کنجوس تھا۔

اس کی کوشش ہوتی کہ کسی دوست یا رشتہ دار کو کھانا نہ کھلا نا پڑے بلکہ وہ کسی دوسرے سے ہی کھالے۔ دکان پہ آنے والے فقیروں کو جھاڑ دیتا۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بھی کنجوسی والا معاملہ ہی کرتا۔ گویا نیک ہونا اس کے مزاج کا حقیقی حصہ نہیں تھا۔



ایک دن وہ دکان پہ بیٹھا تھا کہ ایک سامان سے لدا بڑا ریک اس کے اوپر آ گرا۔ وہ ریک کے نیچے دب گیا، سڑک کے اس پار سے کچھ لوگ دھڑام کی آواز سن کر دکان کی طرف لپکے۔

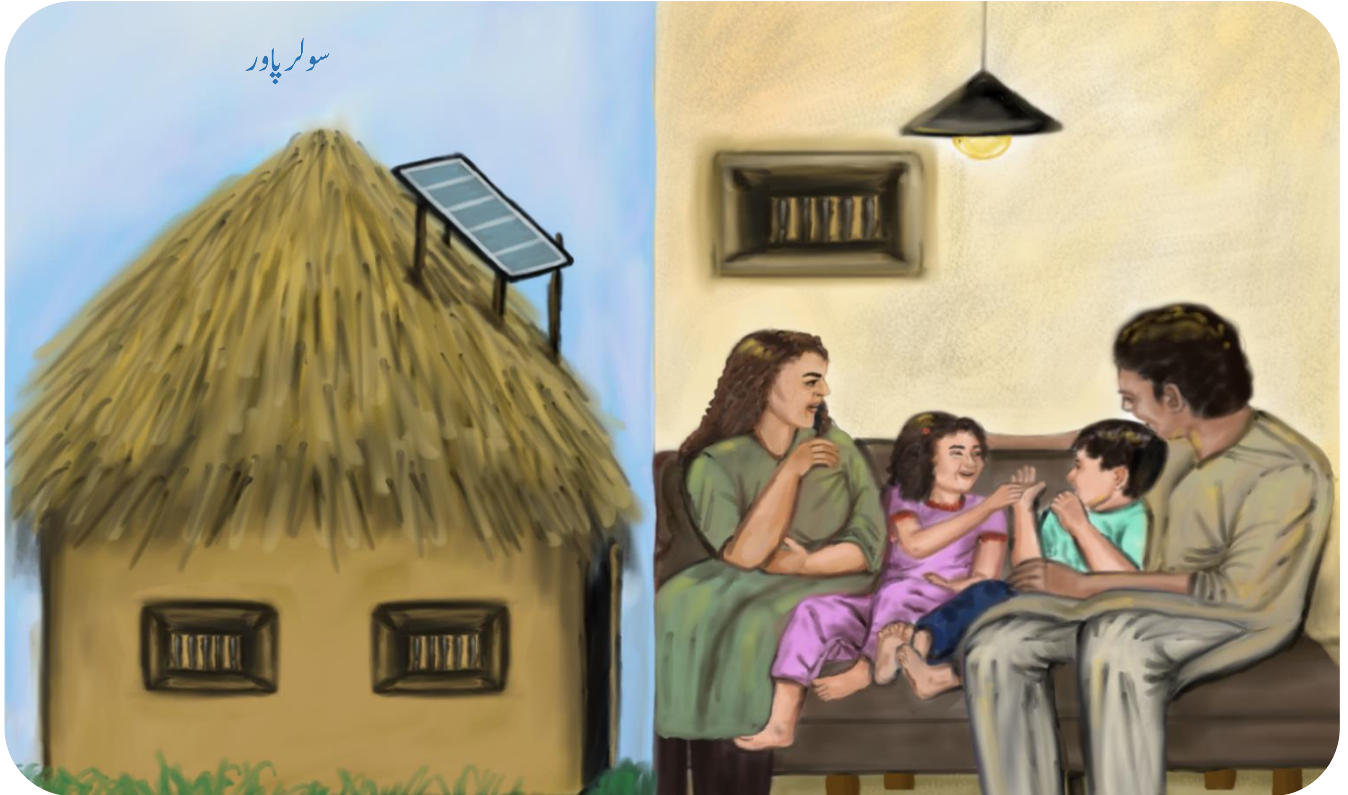
انہوں نے بڑی مشکل سے تاجر کو ریک کے نیچے سے نکالا لیکن ریک کا بوجھ اتنا زیادہ تھا کہ تاجر شدید زخمی ہو کر ہسپتال جا پہنچا۔

اشارہ:	نیکی کسی ٹیکنکل چیز کا نام نہیں بلکہ نیکی کو انسان کے مزاج کا مستقل حصہ ہونا چاہیے۔

سولر پاور

اسلم کی بیوی اس سے جھگڑا کرتی کہ جب ہمارے دن اتنے روشن ہیں تو پھر ہماری زندگی کی راتیں کیوں اتنی اندھیری ہیں۔اسلم متفکر ہونا شروع ہوااوراس نے فیصلہ کیاکہ اپنی راتوں کوضروروروشن کرے گا۔

آخر وہ دن آگیا جب اسلم بازار سے سولر پینل خرید کر لایااور اپنی چھت پر لگا دیا۔ سولر پینل کے سیل سورج



سے انرجی کو وصول کرتے اور نیچے لگی ہوئی بیٹری کو چارج کر دیتے۔ ایسے میں جب پہلی رات آئی اور اسلم کا گھر برقی قمقموں سے روشن ہواتوایک جشن کاسماں تھا۔

اسلم، اس کی بیوی اور بچے خوشی خوشی رہنے لگے کہ ان کے دن اور راتیں دونوں روشن ہو گئے تھے۔

اشارات:

سولر پینل	:	آدمی کی آسمان سے روحانی پاور وصول کرنے کی استطاعت
رات کا روشن ہونا	:	ذات کے اندھیرے چھٹ جانا

پین Pen

ایک پین سیاہی سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے نب سے کہا کہ لکھتی رہ۔ کچھ دیر بعد نب نے پین کو خبردار کیا کہ سیاہی آدھی رہ گئی ہے کیوں نہ تھوڑی دیر سستا لیا جائے۔ پین نے کہا ، ہم ایک ہی بار سستائیں گے،تو لکھتی رہ حتیٰ کہ میرے باطن میں موجود سارا خزانہ کام آجائے۔

نب نے کہا کہ جب سیاہی ختم ہو جائیگی تو پھر ہم کس کام کے ہوں گے۔ پین نے جواب دیا، جب سیاہی ختم ہو جائیگی تو ہم یہ نہیں رہیں گے،ہم وہ ہوں گے جو کاغذ کے صفحوں پر لکھا جاچکا ہوگا۔

اشارہ:	یہ زندگی عمل کا موقع ہے۔اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کتابِ حیات کے صفحات پہ جتنا ہو سکے لکھتے رہنا چاہیے۔

پین Pen



رنگ ساز اور بلی

ایک بلی رات کو رنگ ساز کی دکان میں گھس گئی۔اندھیرے میں وہ رنگ کے ایک ڈبے سے ٹکرائی کبھی دوسرے ڈبے سے۔ بلی سفید رنگت کی تھی لیکن یوں رنگ کے مختلف ڈبوں سے مس ہو کر وہ کئی رنگوں میں رنگ گئی۔رات بھر دکان میں پھنسی رہی۔ صبح بڑی مشکل سے رستہ بنا کر گھر پہنچی۔

جب گھر کے مالک نے اسے دیکھا تو پہلے تو پہچان ہی نہ پایا کہ یہ رنگین بلی کون ہے۔ پھر اس کی واقف نگاہوں نے اسے پہچان لیا۔بلی کے مالک نے اس صابن اور سرف سے نہلایا۔

نہلانے سے اس کے سارے حادثاتی رنگ اتر گئے۔وہ واپس وہی سفید رنگ کی بلی بن گئی۔

اشارہ:	انسان کا وہی رنگ باقی رہتا ہے جو اس کی ذات کا حصہ بن چکا ہو۔عارضی رنگ دھل جاتے ہیں اور آخرکار فائدہ نہیں دیتے۔



گاجر

ایک مزدور نے پیسے جمع کر کے گاجروں کا جوس نکالنے والی مشین خریدی۔ سردیوں کا موسم تھا، وہ گاجریں لے کر گھر آیا۔

وہ گاجریں مشین میں ڈالتا گیا۔ مشین کے ایک طرف سے جوس نکل رہا تھا اور دوسری طرف گاجروں کا پھوک جمع ہو رہا تھا۔اس نے جوس کو ایک جگہ میں اکھٹا کیا جبکہ پھوک مشین سے نکال کر باہر پھینک دیا۔

اشارہ: آدمی کے باطن میں موجود جوس ہی کام آتا ہے باقی سب گاجر کا پھوک ہے جسے مٹی نے کھا جانا ہے۔


گاجر

مصلّی اور نمازی

ایک نمازی کے پاس بہت خوبصورت مصلّی تھا۔ وہ پانچ وقت نماز پڑھتا۔ پھر ہر ہفتے اس مصلے کو صابن سرف سے اچھی طرح دھوتا۔ اگرچہ مصلی صاف ہی ہوتا لیکن وہ اسے بار بار دھوتا۔

ایک دن جب وہ سجدے میں تھا تو مصلّے کے اس حصے سے جس پر خانہ کعبہ کی تصویر بنی تھی آواز آئی، "کب تک مجھے ہی دھوتے رہوگے، کبھی اپنے آپ کو بھی دھولو تاکہ تمھیں معراج حاصل ہو"۔

اشارہ:	اگر دل صاف نہ ہو تو اپنے علاوہ چیزوں کی صفائی انسان کو روحانی فائدہ نہیں دیتی۔

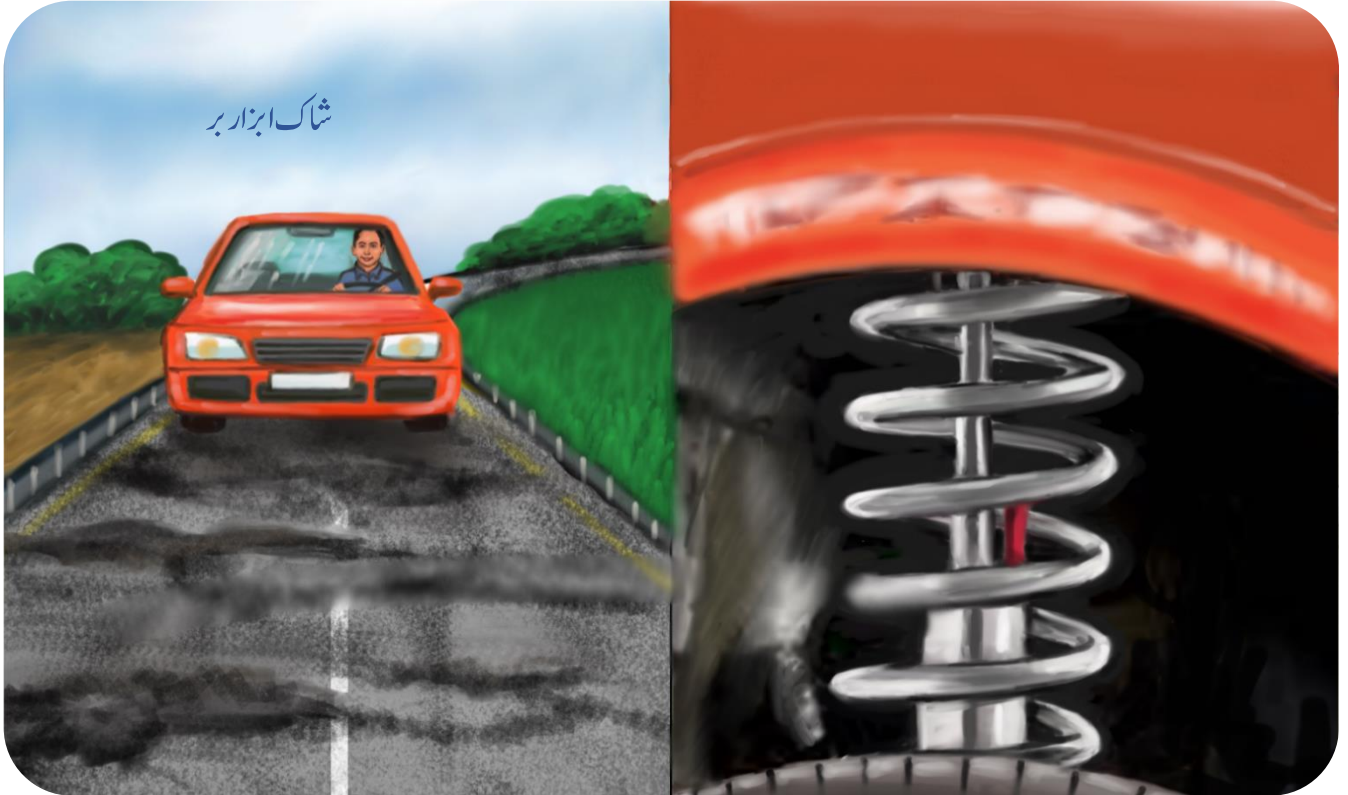
مصلّی اور نمازی



شاک ابزار بر

وہ دفتر میں درمیانے درجے کا ملازم تھا۔ کافی سالوں کی محنت کے بعد اس نے ایک پرانی گاڑی خریدی تاکہ گھر سے دفتر آنے جانے میں سہولت ہو۔ لیکن چونکہ شہر کی سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھیں اور اس کی گاڑی بھی پرانی تھی لہذا سفر کے دوران اسے جھٹکے لگتے رہتے جو اس کی طبیعت کو مضمحل کر دیتے۔

کچھ عرصے کے بعد اس کی مالی حثیت اچھی ہوئی تو اس نے ایک مہنگی گاڑی خریدی جو نہایت آرام دہ تھی۔ اس گاڑی کے شاک ابزار بر اتنے اچھے تھے کہ گاڑی کے چلتے ہوئے سڑک جتنی بھی ٹوٹی ہوئی ہوتی اسے بالکل کوئی جھٹکا محسوس نہ ہوتا۔



گاڑی کے شاک ابزار بر کی اس قابلیت نے اسے ٹوٹی سڑکوں سے بے نیاز کر دیا۔ اور وہ سفر کے دوران بالکل بھی مضمحل نہیں ہوتا تھا۔

اشارہ:	شاک (Shock) کو برداشت (Absorb) کرنا ایک داخلی صلاحیت ہے جو انسان کو تنگ کرنے والے بیرونی عوامل سے بے نیاز کرتی ہے۔

ہیڈلائٹ

وہ گاڑی کو تیزی سے چلا رہا تھا۔ سڑک ویران تھی۔ سخت اندھیرا تھا۔ اس کی گاڑی کی ہیڈلائٹس آن تھیں اور وہ ہر سامنے آنے والی چیز کو دور سے ہی دیکھ سکتا تھا۔

ہیڈ لائٹس کی تیز روشنی نے اسے اندھیری رات اور کار کی تیز رفتاری کے باوجود کسی بھی خطرے سے محفوظ کر دیا تھا۔وہ گاڑی چلاتا رہا اور محفوظ طریقے سے اپنی منزل پر پہنچ گیا۔

اشارہ:	دور اندیشی ہی وہ ہتھیار ہے جو انسان کو اس دنیا کے سفر میں ہر سامنے آنے والی آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔اور وہ بحفاظت اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔




ہیڈلائٹ




کوڑادان

بلدیہ نے گلی کے ایک کونے پر بڑا سا کوڑادان لا کے رکھ دیا۔ اس گلی میں کوئی بیس کے قریب گھر تھے۔ لوگ سبزیوں اور فروٹ کے چھلکے شاپروں میں بھر کر اس کوڑے دان میں ڈال آتے۔ کئی لوگ بچا کھچا پرانا سالن بھی اسی کوڑادان میں انڈیل دیتے۔



اس کے علاوہ خالی بوتلیں، مختلف اقسام کی ناکارہ پیکنگ، ڈبے گتے وغیرہ بھی اسی کوڑے دان میں ڈالے جاتے۔ اکثر اوقات یہ کوڑادان بھرا رہتا اور اس میں تعفن بھی پیدا ہو جاتا جس سے قریب کے گھر والے بہت تنگ ہوتے۔ وہ بلدیہ کو فون کرتے کہ تعفن زدہ کوڑے دان کو خالی کیا جائے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا۔

اشارہ:	ایک ایسا آدمی جس کا دل لوگوں کے ہر طرح کے کم درجے کے خیالات اور جذبات کی آماجگاہ بن جاتا ہے، لامحالہ وہ اپنے باطن کو کوڑادان ہی بنالیتا ہے جس میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ آدمی کو صرف پاکیزہ خیالات اور نظریات ہی قبول کرنے چاہیے۔

گلی کا بلب

ایک گلی میں کھمبے کے ساتھ بلب لگا ہو تھا۔ رات کو اس کے جلنے سے گلی روشن ہو جاتی۔ یہ بلب گلی کو روشن تو کرتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر گزرنے والے کو اس کی ظلمت کا طعنہ بھی دیتا۔ سب گزرنے والے اس کی طعنہ زنی سے تنگ تھے۔



ایک روز جب گلی میں کوئی شخص بھی موجود نہیں تھا۔ایک بچہ اچانک نمودار ہوااور اس نے ایک پتھر اٹھا کر اس بلب کے سر پر دے مارا۔ بلب چکنا چور ہو کر زمین پر گر گیا۔ اگلے روز اس گلی کے ایک رہائشی نے اس کی جگہ ایک نیا بلب لگا دیا جو خوب روشن تھا اور نہ طعنہ زنی کرتا تھا اور نہ ہی شیخی بگھارتا تھا۔

اشارہ:	نیکی کی توفیق خدا کی طرف سے ایک انعام ہے۔اس توفیق کے ملنے پر عاجزی اختیار کرنی چاہیے ورنہ یہ انعام کسی اور کے حصہ میں چلا جائے گا۔

نقلی مالٹے

احمر اور اصفر دو دوست تھے۔ دوست ہونے کے علاوہ وہ ایک دوسرے کے پڑوسی بھی تھے۔ دونوں دوستوں کو شوق پیدا ہوا کہ وہ اپنے اپنے صحن میں مالٹے کا پودا لگائیں ۔ چناچہ انہوں نے اپنے اپنے صحنوں میں مالٹے کا پودا لگا دیا۔

احمر ایک بہت منظم لڑکا تھا اس نے اس پودے کا باقاعدہ خیال رکھا۔ وہ اس کی تراش خراش کرتا رہا اور وقت پر پانی اور کھاد بھی ڈالتا رہا۔ دوسری طرف اصفر نے پودا لگا تو لیا لیکن پھر مڑ کر اس کی طرف نہیں دیکھا۔

کچھ عرصے بعد احمر کا پودا پھل لے آیا اور یہ دیکھ کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی ۔ جب اصفر کو پتا چلا کہ احمر کا پودا



مالٹوں سے بھر گیا ہے تو وہ بہت پشیمان ہوا۔ اسے اس پشیمانی سے نجات حاصل کرنے کی ایک ترکیب سوجھی۔ وہ بازار سے کئی درجن مالٹے خرید کر لایا اور اپنے پودے کے ساتھ لٹکا لیے۔

یوں اس نے اپنے آپ کو احمر کے برابر کر کے پیش کر دیا۔ کئی لوگ تو یہاں تک کہہ گئے کہ اصفر کا پودا احمر سے زیادہ اچھا پھل لایا ہے۔ اگلے ہی روز رات کو تیز آندھی چلی۔ اصفر کے سارے مالٹے زمین پر گر گئے جبکہ احمر کا پودا اپنے پھلوں سمیت یونہی قائم دائم رہا۔ یہ دیکھ کر محلے کے لوگ اس معاملے کی اصلیت جان گئے اور اصفر کی پشیمانی اپنی جگہ قائم رہی۔

اشارہ: کسی پراسیس کو ڈی ریل (Derail) کر کے حاصل ہونے والے پھل نقلی ہوتے ہیں اور پشیمانی کا باعث بنتے ہیں۔

مرتبہ

ایک آم کے درخت پر کئی سالوں کے بعد آم لگے۔ جب یہ آم خوب پک گئے تو اپنی خوشبو اور رنگت کی وجہ سے اپنے آپ کو پتوں، شاخوں، تنے اور جڑ سے ممتاز سمجھنے لگے۔ جیسے وہ ہی مطلوب و مقصود ہیں اور باقی پورے پیڑ کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

یہ دیکھ کر آم کے پیڑ کو بہت برا لگا۔ اس نے پکے ہوئے آموں کو بتایا کہ یہ کئی سالوں کا سفر تھا جو جڑ سے شروع ہوا۔ پھر تنا بڑا ہوا، پھر شاخوں نے جان پکڑی، ہزاروں پتوں نے اس عمل میں حصہ لیا۔

اس دوران ہر طرح کے موسم آئے سب نے مل کر استقامت دکھائی اور آج وہ دن آیا کہ تم آم کے پھل اس درخت پر موجود ہو۔ ایسے میں تمہیں اترانے کی بجائے ان تمام عوامل اور مراحل کا شکر گزار ہونا چاہیے جس کے سبب تمہیں یہ حیثیت ملی ہے۔ جب تم ہمارے بغیر موجود ہی نہیں ہو سکتے تھے تو تمہیں ہم پر فضیلت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

اشارہ:	مرتبے کا دعوی اس ذاتی فضیلت پر کیا جاتا ہے جو بلا شرکت غیرے ہو۔ محض کسی نتیجے کے آخری سرے پر ہونا کوئی امتیازی فضیلت نہیں ہے۔




مرتبہ




کمزور چھت

ایک آدمی اپنا گھر بنا رہا تھا۔ جب دیواریں اوپر اُٹھ گئیں اور چھت ڈالنے کی باری آئی تو معمار نے اسے کہا کہ دس من سریا لے کر آؤ تاکہ اس چھت میں ڈالا جائے۔

وہ آدمی بازار سے پورا دس من سریا لے کر آیا اور چھت کی شٹرنگ پر یوں ہی بے ترتیب گرا دیا۔ اوپر سے کنکریٹ ڈال دی گئی۔ یوں چھت پہ کہیں بہت زیادہ سریا تھا اور کہیں بالکل بھی نہیں ۔ چنانچہ جب شٹرنگ کھولی گئی تو چھت دھڑام سے زمین پر آ گری۔

لوگ افسوس کرنے اس کے گھر آئے۔ وہ سب کو یہی بتا رہا تھا کہ اس نے پورا دس من سریا استعمال کیا ہے پتا نہیں کیا ہوا کہ چھت گر گئی۔

اشارہ: کوانٹٹی (Quantity) کے ساتھ ساتھ کوالٹی پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ ایک کوالیٹیٹو (Qualitative) اپروچ ہی انسان کو کامیاب کر سکتی ہے۔

کمزور چھت



گلاب کا پھول

ایک ویرانے میں گلاب کے پودے پر سرخ گلاب کا پھول کھلا۔ گہری رنگت اور شاندار مہک نے اس پھول کی جوانی کو چار چاند لگادیے۔ وہ اپنے آپ میں تخلیق کا ایک کامل نمونہ تھا۔

لیکن اس ویرانے میں اسے دیکھنے اور سونگھنے والا کوئی نہ تھا اور یوں اسے تنہائی کا احساس ہونے لگا۔ اتفاق سے اپنی اس ڈالی پر بھی وہ اکیلا ہی پھول تھا۔ یہ داخلی اور خارجی تنہائی اسے شدت سے محسوس ہونے لگی۔

آہستہ آہستہ یہ تنہائی اور گہری ہوتی گئی۔ قریب تھا کہ وہ پھول اپنی فراق کی کیفیت کی حدت سے پتی پتی ہو کر گر جاتا کہ اچانک اس کے اندر ایک اور جان پیدا ہو گئی۔

اسے اپنے اندر سے آواز آئی کہ اس ہجر و فراق کا غم نہ کھا۔ تیرا وجود فقط ان پتیوں سے نہیں بلکہ تیری ایک مستقل حقیقت بھی ہے۔ عنقریب تم اپنا سرخ جامہ چاک کرکے اپنی حقیقت کے ساتھ جاملوگے۔

اشارہ:	روحانی لوگوں کو اپنی تنہائی کے احساس کو حقیقت کے پا لینے تک احسن طریقے سے برداشت کرنا چاہیے۔


گلاب کا پھول

بری صحبت

ایک امرود کی ٹہنی پر دو امرود کے پھل ساتھ ساتھ پیدا ہوئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے صحت مند پھل بن گئے۔ ان میں ایک امرود نہایت صاف ستھرا رہتا اور اپنے جسم پر کوئی میل مٹی پسند نہ کرتا۔ اس کے برعکس دوسرے امرود کو نہ صرف میل مٹی پسند تھی بلکہ اس نے کیڑوں سے بھی دوستی کرر کھی تھی۔

صاف امرود نے اپنے ساتھی امرود کو منع کیا کہ کیڑوں سے دوستی نہ بڑھاؤ یہ تمہاری اندرونی ذات کو فاسد کر دیں گے۔ بھلا کب وہ اپنے ساتھی کی بات ماننے کو تیار تھا۔ اس نے کیڑوں سے دوستی نہ چھوڑی حتیٰ کہ وہ اس کی ذات میں راہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

جب پھل اتارنے کی باری آئی تو اس صاف امرود کو الگ رکھا گیا اور وہ بکتا ہوا بادشاہ کے پھلوں کی ٹرے کی زینت بنا۔ دوسرے کیڑوں والے امرود کو ادھر ہی نیچے پھینک دیا گیا جہاں وہ کچھ ہی دنوں میں گل سڑ کر مٹی ہو گیا۔

اشارہ: صحبت صالح تر صالح کند صحبت طالع ترا طالع کند۔

نیکوں کی صحبت تمہیں نیک بناتی ہے اور بُروں کی صحبت تمہیں بُرا بناتی ہے


بری صحبت

کالا چہرہ

ایک آدمی رات کو سویا تو کسی نے سوتے میں اس کے چہرے پر کالک مل دی۔ وہ صبح آٹھ کر بازار چلا گیا۔ جس دکان پر جاتا لوگ اسے دیکھ کر ہنستے، کچھ لوگ اس سے خوف بھی کھاتے۔



بعض لوگوں نے اس کو توجہ بھی دلائی کہ تمہارے چہرے پر کالک ملی ہوئی ہے اور تمہیں اس چہرے کو دھونے کی ضرورت ہے لیکن وہ ان کی باتوں کو مذاق ہی سمجھتا رہا۔

جیسے تیسے اس نے بازار میں اپنی ضرورت کی چیزیں خریدیں اور گھر واپس آ گیا۔ اسکو اپنے صحیح ہونے کا ادراک اس قدر گہرا تھا کہ اتنی زحمت بھی نہ کی کہ اپنے ہاتھ سے چہرے کو چھو کر ہی دیکھ لیتا کہ کیا واقعی کالک لگی ہے۔

وہ بدستور اپنے آپ کے صحیح ہونے کے زعم میں ہی رہا حتی کہ صبح سے شام ہو گئی اور وہ ایک دفعہ پھر سونے کے لیے بستر پہ لیٹ گیا۔

اشارہ: کسی آدمی کے صحیح ہونے کا معیار خود اس کی اپنی سوچ نہیں ہو سکتی بلکہ اس کو اپنے آپ کو کسی معیاری کسوٹی سے جانچنا چاہیے۔

چوہدری کا ڈیرہ

ایک چوہدری کا گاؤں میں خوبصورت ڈیرہ تھا۔ کئی ایکڑ پہ سرسبز فصلوں کے کھیت تھے۔ ایک طرف ٹیوب ویل لگا ہوا تھا۔ ٹیوب ویل کے قریب کئی کمروں کا گھر تھا۔ گھر کے ایک طرف مویشیوں کے برآمدے تھے جس میں اعلیٰ نسل کی بھینسیں اور بکریاں تھیں۔ دودھ، گھی، سبزیوں اور اناج کی کثرت تھی۔



ایک دن ایک آدمی اس ڈیرے میں داخل ہوا۔ سامنے چوہدرانی ایک رنگیلے پایوں والی چارپائی پہ بیٹھی تھی۔ اس آدمی نے بتایا کہ وہ چوہدری صاحب سے ملنے کے لیے آیا ہے۔ چوھدرانی نے اس آدمی کی طرف تعجب سے دیکھا اور کہا۔ چوہدری صاحب تو کئی سال ہوئے فوت ہو چکے ہیں۔

اشارہ: مال و اسباب سے بھرپور زندگی انسان کی ذاتی روحانی حقیقت کے اثبات کے بغیر اس ڈیرے کی مانند ہے جس کا چوہدری فوت ہو چکا ہو۔

سٹیک ہاؤس

بہار کے مہینے میں ایک سٹیک ہاؤس نے کھلے لان میں کرسیاں لگا رکھیں تھیں۔ ایک آدمی اس خوشگوار موسم میں سٹیک کھا رہا تھا۔ اچانک ایک آوارہ گائے کا ادھر سے گذر ہوا۔ گائے نے اس آدمی اور پلیٹر میں پڑھی سٹیک کو دیکھا لیکن کوئی اثر نہ لیا۔



یہ آدمی سٹیک کھا کر اپنی گاڑی پہ گھر جا رہا تھا کہ رستے میں اسے ایک جنازہ دکھائی دیا۔ اس نے جنازے کی طرف سرسری سا دیکھا اور کوئی اثر لیے بغیر آگے روانہ ہو گیا۔ جیسے گائے اس بات سے بے خبر تھی کہ پلیٹر میں پڑی سٹیک اس کی کسی بہن کے ذبح ہو جانے کا عندیہ دے رہی تھی ایسی ہی یہ آدمی جنازے کے پاس سے گزرتے ہوئے اس بات سے بے خبر تھا کہ عنقریب اس کی اپنی باری بھی آنے والی ہے۔

اشارہ:	آدمی کو یقیناً گائے سے زیادہ ہوشیار ہونا چاہیے۔

واٹر ٹینک

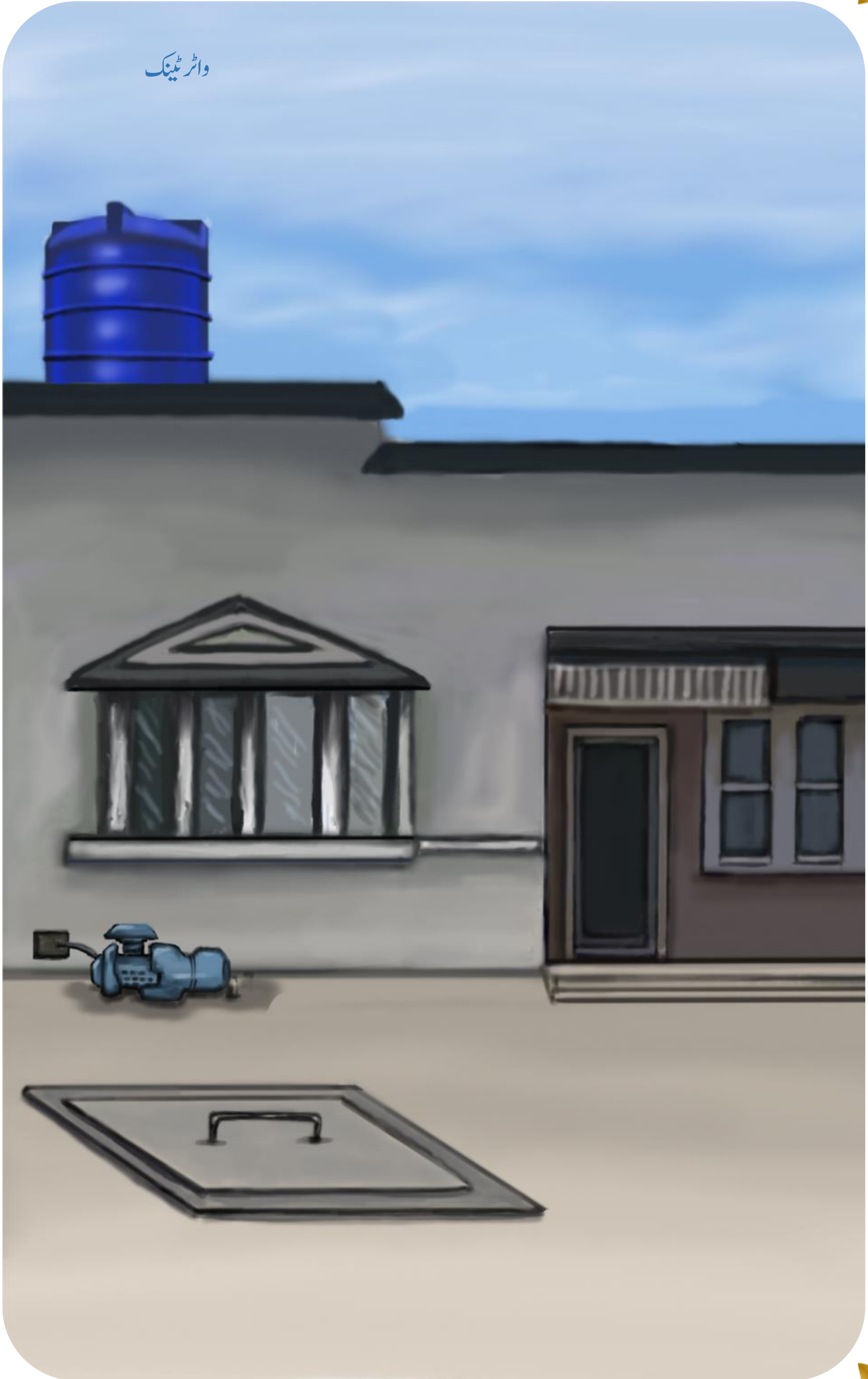
ایک آدمی نے اپنا مکان تعمیر کیا۔ مکان کو پانی کی سپلائی دینے کے لیے ایک انڈر گراونڈ واٹر ٹینک بنایا جس میں بلدیہ کی سپلائی کا پانی سٹور ہو گا۔

اس کے علاوہ ایک ٹینک پانی سٹور کرنے کے لیے مکان کی چھت پر بنایا گیا۔ انڈر گراونڈ واٹر ٹینک سے پانی کو پمپ کے ذریعے چھت والے واٹر ٹینک میں چڑھایا جائے گا اور پھر اس اوپر والے واٹر ٹینک سے پانی پائپوں کے ذریعے گھر کے کچن، واش رومز اور دوسری ضرورت کی جگہوں پر پہنچے گا۔

گھر کے مالک نے انجینئر سے کافی بحث کی کہ نیچے والا انڈر گراونڈ ٹینک ہی کافی تھا کہ وہ گھر کو پانی سپلائی کر سکے ایسے میں اوپر چھت والی ٹینک کی کیا ضرورت تھی۔

انجینئر نے اسے بتایا کہ اگرچہ نیچے والے ٹینک میں پانی موجود ہو گا لیکن جب تک پمپ سے اسے اوپر نہ چڑھایا جائے اور پھر چھت والے ٹینک سے نیچے نہ اتارا جائے تب تک اس گھر کی واٹر لائینز اس گھر کو پانی کی فراہمی یقینی نہیں بنا سکتیں۔

اشارہ:	کسی انسان کی صلاحیت (Potential) جب تک نیچے سے اوپر اٹھ کر بلند نہ ہو تب تک مطلوبہ نتیجہ فراہم نہیں کرتی۔ مادی اور روحانی دونوں دنیائیں اسی اصول پر چلتی ہیں۔


واٹر ٹینک

پہلوان

ایک بادشاہ پہلوانوں کی کشتی کا شوقین تھا۔ اس نے اپنے ایک وزیر کو حکم دیا کہ وہ کچھ شاہی پہلوان تیار کرے ۔اس نے اس مقصد کے لیے وزیر کو چھ مہینے کی مہلت دی۔

وزیر نے ملک بھر سے کچھ نوجوان منتخب کیے تا کہ ان میں سے وہ چند ایسے پہلوان چن سکے جو بادشاہ کے معیار کے مطابق ہوں۔ اس نے ان پہلوانوں کو چھ مہینے میں کئی من گوشت ، پھل ، دودھ اور اناج کھلائےاور طرح طرح کی ورزشیں کروائیں۔



مقررہ وقت پر وزیر نے ان میں سے ایک پہلوان کو منتخب کیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا کہ یہ وہ رستم زمان ہے جو ہر طرح کے پہلوان کو شکست دے گا۔

بادشاہ نے پہلوان کی طرف دیکھا تو اس کی پہلی نظر اس کے پیٹ پر پڑی جو پہلوان کے بازوؤں کے مسلز سے زیادہ نمایاں تھا۔ بادشاہ نے وزیر کو کہا کہ کیا تو نے اسے منوں کے حساب سے گوشت اور اناج اس لیے کھلایا ہے کہ اس کے پیٹ کی چربی بڑھے۔

مجھے پہلوانوں کے پیٹ کی چربی سے نہیں ان کے بازووں کے مسلز سے کام ہے۔

اشارہ:	مال واسباب کا استعمال اگر صرف مادی کثرت پر ہی منتج ہو تو یہ کوئی اضافی صفت نہیں پیدا کر رہا ہوتا۔ کامیاب انسان مال واسباب کے استعمال سے ایک نئی دنیا پیدا کرتا ہے۔

خانقاہ

ایک گاؤں میں کسی بزرگ کی خانقاہ پر روز نیاز بانٹی جاتی تھی۔ ہر روز دن کے وقت چاولوں کی کئی دیگیں خانقاہ پر آتیں اور نیاز لینے والوں میں بانٹ دی جاتیں۔

اس گاؤں کے دو لڑکے وسعت اور کلفت جن کے گھر قریب قریب ہی تھے روزانہ خانقاہ پر نیاز لینے کے لیے جاتے اور اپنے اپنے برتن بھر کے لے آتے۔

کلفت کے گھر والے اکثر اسے کہتے کہ تم بہت تھوڑی نیاز لے کر گھر آتے ہو اس سے تو ہمارا پیٹ بھی نہیں بھرتا جبکہ دوسری طرف وسعت کے گھر میں سب پیٹ بھر کے کھاتے اور کچھ چاول بچ بھی جاتے۔

کلفت گھر میں ہمیشہ یہی بتاتا کہ نیاز بانٹنے والے اسے دیتے ہی اتنی مقدار میں ہیں اور اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔

ایک دن کلفت کی بیوی نے اپنی کم دستی کی شکایت خانقاہ کے متولی سے کی کہ آخر کیوں کلفت کو اتنی کم نیاز ملتی ہے جبکہ وسعت کو خوب زیادہ۔

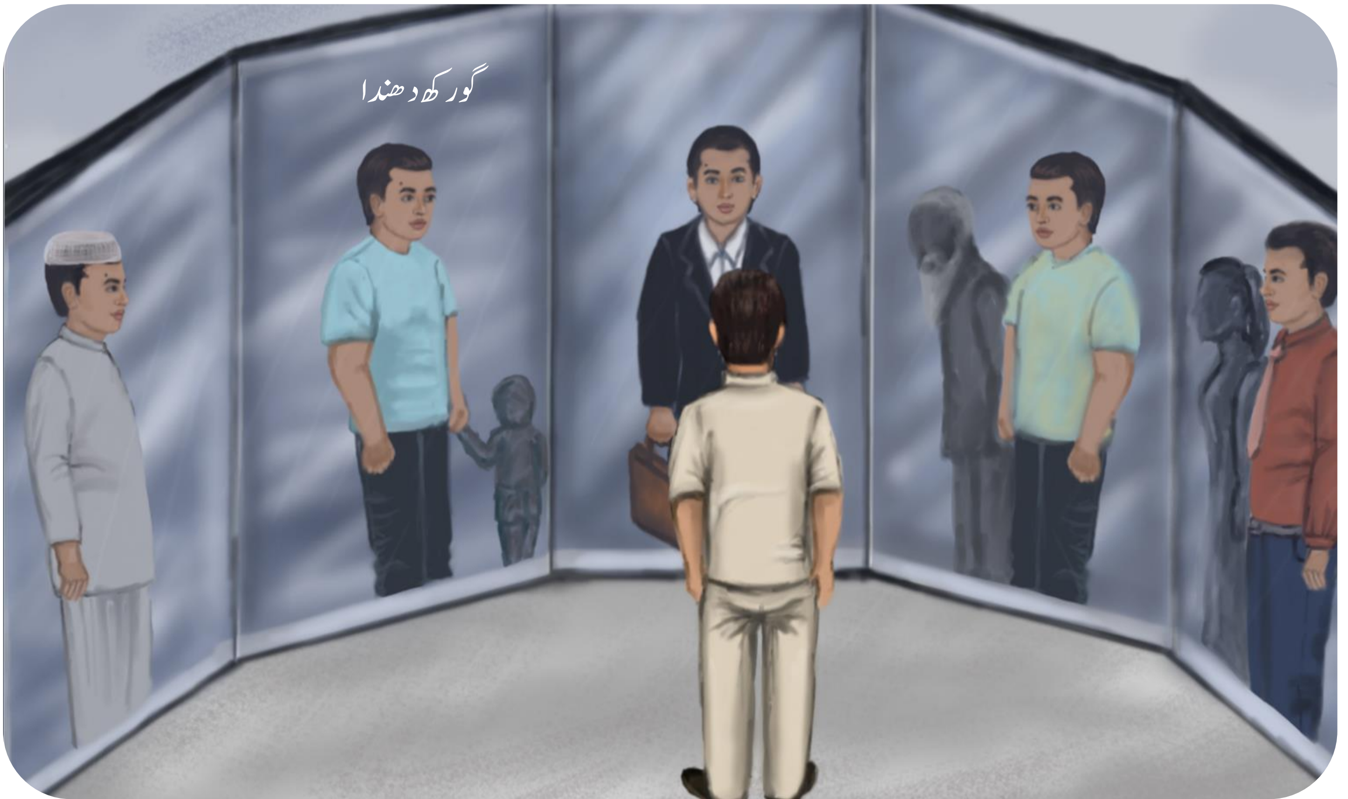
"کلفت کا برتن ہی چھوٹا ہوتا ہے جبکہ وسعت کا برتن بڑا ہوتا ہے جس میں نیاز زیادہ مقدار میں آتی ہے"- خانقاہ کے متولی نے جواب دیا۔

اشارہ:	کسی نعمت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اپنے دل اور ذہن کے برتن کو اتنا بڑا کیا جائے کہ وہ نعمت اس میں داخل ہو سکے۔


خانقاہ

گورکھ دھندا

وہ ایک مشہور تاجر تھا اور سارے بازار میں پہچانا جاتا تھا۔ بازار میں اس کی دوستیاں اور تعلق بھی اس کے تاجر ہونے کے ناطے سے ہی تھے۔ لیکن جوں ہی وہ شام کو گھر آتا تو بیوی کے لیے وہ ایک خاوند تھا جو کہ تاجر سے بالکل الگ قسم کا رشتہ تھا۔ اس کے بچے اسے ابو کہہ کر لپٹ جاتے اور یوں بچوں سے اس کا رشتہ ایک اور نوعیت کا تھا۔



جب وہ اپنے والدین کے ہاں جاتا تو ان کے سامنے بیٹا ہونے کا رشتہ اپناتا جو اس رشتے سے جس میں وہ خود باپ تھا بالکل برعکس تھا۔ اسی طرح کچھ لوگوں کے ساتھ اس کا بھائی کا رشتہ تھا۔ کچھ بچوں کا وہ ماموں، کچھ کا چاچو اور کچھ کا پھوپھا تھا۔ ہر رشتہ دوسرے سے قدرے مختلف تھا۔ اپنے استادوں کے سامنے وہ شاگرد کی طرح بن جاتا اور جب مسجد میں جاتا تو نمازی بن جاتا۔

یوں کئی روپ بہروپ میں اس کی زندگی گزرتی جا رہی تھی اور اس نے کبھی یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ اس میں کچھ عجیب بات بھی ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اسے تجارت میں بہت بڑا نقصان ہوا، یہ صدمہ اتنا بڑا تھا کہ گویا اس کی ذات میں زلزلہ آ گیا ہو۔ ایسے میں اسے محسوس ہوا کہ ان سارے روپوں اور رشتوں کے ازدحام کی تہہ میں دبی ہوئی ایک چیز اوپر اٹھنے کی کوشش کر رہی ہے۔

زلزلے کی ڈالی ہوئی دراڑیں اس نیچے پھنسی ہوئی چیز کو اوپر آنے میں مدد کر رہی تھیں۔ رفتہ رفتہ وہ جان گیا کہ یہ دبی ہوئی چیز ہی اس کی اپنی اصلی ذات ہے جو روز مرہ کے معمول اور متنوع کرداروں کے بیچوں بیچ دب کر رہ گئی تھی۔ آخر کار وہ اپنی اس ذات کو پانے میں کامیاب ہو گیا جو ان تمام رشتوں سے الگ تھلگ تھی جن کا ڈھونگ وہ اپنی روز مرہ کی زندگی میں رچاتا چلا آیا تھا۔

اشارہ:	کامیاب انسان وہ ہے جو دنیاوی گورکھ دھندے کے اندر سے اپنی اصلی ذات کو نکالے۔

اینڈرومیڈا کی عجیب مخلوق

اینڈرومیڈا کے ایک سیارے پر ایسے لوگ بستے تھے جن کے اعمال شبیہوں کی شکل اختیار کر لیتے۔ اگر وہ آپس میں حسد کرتے تو ایک آگ کا گولا بن جاتا اور اگر وہ چوری یا فراڈ کرتے تو ایک سیاہ مادہ وجود میں آتا۔ تاہم اعمال سے وجود میں آنے والی یہ شبیہیں ان لوگوں کی نظر سے اوجھل رہتی۔



اعمال کی یہ شبہیں ایک طرح کا شعور رکھتیں اور اپنے خالقین اور ان کے لواحقین کے خلاف مختلف کاروائیاں کرتی رہتیں۔ ان وجوہات کی بنا پر اس سیارے کے لوگ عجیب و غریب بیماریوں کا شکار ہو گئے۔ آگ کے گولے جاگتے اور سوتے میں ان کے اندر اضطراب پیدا کرتے۔ سیاہ مادہ ان کے دماغ کے نیورانز کے سرکٹ اور خون کی باریک شریانوں میں ہلچل پیدا کرتا۔ چنانچہ متاثرہ لوگ وقت سے پہلے بیمار اور بوڑھے ہونے شروع ہو گئے۔

اینڈرومیڈا کے اہل بصیرت یہ سب کچھ جان گئے اور انہوں نے لوگوں کو حسد، چوری اور ایسی دوسری اخلاقی برائیوں سے پیدا ہونے والے المیے سے آگاہ کیا۔ لیکن لوگ آن دیکھی چیزوں کو ماننے پر تیار نہ ہوئے اور جیسے تھے ویسے ہی رہے۔

اینڈرومیڈا کے اس سیارے میں کئی طرح کی دکانیں کھل گئیں اور ایسے لوگ بھی آ گئے جو ان بیماریوں کے علاج کا جھوٹا دعوی کرنے لگے۔ اہل بصیرت اس سب پر بہت پریشان تھے لیکن وہ اپنی اصلاحی کوششیں جاری رکھے ہوئے تھے۔

اشارہ:	انسان کے اعمال اثرات پیدا کرتے ہیں اور یہ اثرات اس کا پیچھا کرتے ہیں۔

نمکین کھیر

ایک باورچی چاولوں کی کھیر پکار ہا تھا۔اس نے کئی کلو دودھ میں چاول ڈالے اور کھیر پکانا شروع کی۔

اس کے سامنے شیشے کے دو جار تھے ایک میں سفید نمک تھا اور دوسرے میں سفید چینی۔ باورچی نے ایک جار میں سے نمک چینی سمجھتے ہوئے لیا اور کھیر میں ڈال دیا۔

کھیر جب پک کر تیار ہوئی تو وہ میٹھی کھیر کی بجائے نمکین کھیر تھی۔ باورچی اپنی غلطی پر بہت شرمندہ تھا کہ اس نے محض سطحی نظر پر اعتبار کیا اور جار کی ہم رنگی سے دھوکہ کھا گیا۔

اشارہ:	سطحی نظر سے آگے بڑھ کر مزاج شناسی کا گہرا علم حاصل کرنا چاہیے تاکہ ناگہانی شرمندگیوں سے بچا جاسکے۔


نمکین کھیر
SALT
SUGAR

پام ٹری

باغ میں ایک پام کا درخت تھا جس کی زندگی کسی بڑے منظم انسان کی طرح تھی۔ یہ دو یا تین پتے نکالتا، جب یہ بڑے ہو جاتے تو دو تین پتے اور نکل آتے۔ نئے پتے آنے پر پرانے پتے بوسیدہ ہو کر گر جاتے۔ اس اثناء میں اس کا تنا تھوڑا لمبا ہو جاتا۔

تنا لمبا ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اپنے تنے کو نیچے سے موٹا بھی کرتا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی جڑ بھی زمین میں مضبوط ہوتی رہتی۔

یہ پام اسی طریقے سے بڑھتا رہا۔ نئے پتے نکالتا، پرانے اور بوسیدہ پتے گرا دیتا۔ تنے کو لمبا اور موٹا کرتا اور جڑ کو مضبوط کرتا۔ اور یہ کام مسلسل کرتا رہتا۔ چند سالوں میں یہ پام ایک مضبوط، خوشنما اور قد آور درخت بن گیا۔

اشارہ:	ارتقاء اور ترقی نظم اور تسلسل کے ساتھ ہو تو انسان ایک دن اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔


پام ٹری

ہارمونی

ایک باغ میں سرو، پام، سکھ چین، السٹونیا، امرود، مالٹا، لیمن، آلو بخارہ، انجیر اور کئی طرح کے درخت تھے۔ زمین پر سر سبز گھاس قالین کی طرح بچھی تھی۔ پھولوں کی کیاریاں، گلاب، چمبیلی، گیندے اور کئی قسموں کے پھولوں سے بھری ہوئی تھیں۔



علی الصبح تازہ ہوا چل رہی تھی۔ ایسے میں بلبلیں، کوئلیں، چڑیاں، فاختائیں اور کئی رنگ کے پرندے ان درختوں پر بیٹھ کر اپنی اپنی بولیوں میں خوبصورت آوازوں میں چہچہا رہے تھے۔ رنگ، نسل اور آواز کا تنوع ایک خوشگوار وحدت کا احساس دے رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ باغ اپنے سارے درختوں اور پرندوں سمیت کوئی ایک ہی شخص ہو۔

اشارہ:	ایک ہارمونیس (Harmonious) معاشرے کا قیام کائنات کے مقاصد میں سے ہے۔

فیض آباد فلائی اوور

فیض آباد کے مقام پر اسلام آباد ، راولپنڈی پشاور لاھور اور مری کی طرف جانے والی ٹریفک آپس میں گڈ مڈ ہو جاتی تھی۔ حادثات ہوتے، بلاکیج بھی ہوتی اور لوگوں کو گھنٹوں زحمت اٹھانا پڑتی۔

یہ حال دیکھ کر حکومت نے اس مقام پر فلائی اوور تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ کچھ ہی عرصے میں فلائی اوور کی تعمیر مکمل ہو گئی۔



اب ساروں اطراف کی ٹریفک ایک دوسرے کے راستے میں آئے بغیر آسانی سے گزرنا شروع ہو گئی۔ نہ بلاکیج تھی نہ انتظار اور نہ ہی کوئی زحمت۔

اشارہ:	علم، معرفت، نظریات اور خیالات تب ہی نتیجہ خیز ہوتے ہیں جب یہ باہم مزاحم نہ ہوں۔ اس باہمی مزاحمت کو رستہ دینا ایک بڑی حکمت ہے۔

اندرونی نقص

ایک زمیندار کے پاس کئی زمینیں تھیں جو اس نے مزارعین کو ٹھیکے پر دے رکھی تھیں۔ انہی میں سے ایک زمین ایک بھینگے شخص کے پاس تھی۔ یہ شخص ایک آنکھ سے کانا تھا۔ اس کا زمیندار سے معاہدہ تھا کہ وہ اس کھیت کی آمدن کا آدھا حصہ مزدوری کے طور پر وصول کرے گا۔



پہلے سال بھینگے نے خوب محنت کی اور کھیت کی پیداوار کا آدھا حصہ وصول کیا جو اس کے بیوی بچوں کے اخراجات کے لیے کافی ہو گیا۔

پھر اسے خیال آیا کہ اس کے زیادہ محنت کرنے سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور یوں زمیندار کو زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ اس نے محنت کرنا کم کر دی اور اگلے سال پیداوار کم ہوئی جس سے نہ صرف زمیندار کے فائدے میں کمی آئی بلکہ اس کے اپنے حصے کا منافع بھی کم ہو گیا۔

آئندہ سالوں میں وہ اور بھی سست ہو گیا، نتیجتاً اس کو ملنے والے پیسے اتنے کم ہو گئے کہ اس کے بیوی بچوں کی زندگی تنگ ہو گئی۔ لوگ اسے غربت کا طعنہ دیتے لیکن وہ سب کو یہی بتاتا کہ زمین کی پیداوار کم ہے اور زمیندار اسے حصہ کم دیتا ہے۔

اس نے کبھی مڑ کے اپنے طرزِ عمل پر غور نہ کیا کہ اس سارے معاملے کی جڑ تو اس کی اپنی سوچ اور طرز عمل ہے۔ پھر ایک دن اس کی بیوی غربت سے تنگ آ کر روٹھ کر میکے چلی گئی۔ اور وہ اکیلا پشیمان بیٹھا تھا۔ کون تھا کہ اس کو سمجھائے کہ یہ نقص جو اس کی زندگی تباہ کر رہا تھا اس کا اپنا اندرونی نقص تھا۔

اشارہ:	انسان کو پیش آنے والی بیرونی مصیبتیں زیادہ تر اس کی ذات کے اندرونی نقائص کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

کھیرے کا پھول

ایک سبزی کی دکان پر تازہ کھیرے بکنے کے لیے آئے۔ کھیرے اس طرح توڑے گئے تھے کہ ہر کھیرے کے سر پر اس کا پھول بھی موجود تھا۔ کھیروں کے پھول ان کے جسموں کے مقابلے میں واجبی سے ہی تھے۔

دکان دار نے یہ کھیرے ایک کریٹ میں سجا دیے۔ ان میں سے ایک کھیرے کی نظر دکان کے کاؤنٹر پر موجود گلدان میں



پڑے ہوئے پھولوں پر پڑی۔ اس نے ان پھولوں کو آواز لگائی، تمہاری شکلیں تو خوش نما ہیں لیکن تمہارے ساتھ ہماری طرح کے جسم جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ پھولوں نے کھیرے کی بات سنی اور مسکرا دیے۔ پھر ایک پھول نے جواب دیا، ہم مجرد پھول ہیں، رنگ، خوشبو اور حسن کا مرقع۔ یہ ایک طویل کہانی ہے جس کا مختصر بیان یہی ہے کہ ہم اب جسموں سے آزاد ہو چکے ہیں۔

اشارہ:	زندگی کثافت سے لطافت کی طرف بڑھنی چاہیے۔

خلاصۃ الحکایات

آج عید الفطر 2021 عیسوی مجھے اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ میں ان حکایاتِ عثمانی کا خلاصہ بھی لکھوں۔ چناچہ یہ خلاصہ آنے والی سطروں میں ایک ایسی مالا کی طرح پیش کیا جائے گا جس کے سو 100 دانے ہوں۔

(1) لوگوں کے مابین عقول اور شعور کے مدارج میں واضح فرق ہے،اس کا خیال کرو (2) گردشِ زمانہ کے ساتھ اگر مل کر گردش کی جائے تو انسان سے خود اس کے ذاتی اوصاف بھی چھپ جاتے ہیں (3) علم کو بوجھ مت بناؤ صرف اس کے مغز سے استفادہ کرو (4) جسمانی حواس اور ذہنی جذبات کو اپنی مرکزی ذات سے قدرے فاصلے پر رکھو (5) جسمانی حواس کے ساتھ ساتھ روحانی حواس کی پیدائش کی فکر کرو (6) یاد رکھو کہ ہوس تمہارے جسم کی قاتل ہے مبادا کہ تم آسمانوں کی طرف بڑھو(7) گنتی اس طرح شروع کرو کہ موجودہ نعمتوں سے گننا شروع کرو (8) اگرچہ اچھائی اور برائی کا کھیل جاری ہے لیکن سعادت اچھائی کے ساتھ کھڑے ہو کر برائی کا راستہ روکنا ہی ہے (9) عبادات کو ذات میں سمونے کے لیے ذات کا برتن مستحکم ہونا ضروری ہے (10) عقل اندھیری راہ کا چراغ ہے اور کچھ مسافت کے بعد اندھیرا ختم ہو جاتا ہے (11) اپنی استعداد کو بڑھاؤ اور پھر ایک جگہ مطمئن ہو جاو (12) صرف ایسے رزق کے حصول کی خواہش کرو جو تمہارے کام آئے (13) خلق کے مراتب کسی بڑی سکیم کے تابع ہیں اس لیے سب لوگوں کی قدر کرو (14) اعلی مدارج کی زندگی کی طرف بڑھنے کی ایک دلیل اس زمان و مکان سے ماورا ہونے کی کوشش کرنا ہے(15) اپنے ذاتی شعور کو کائناتی شعور کے ساتھ مرتبط کرو (16) تم ذاتی شعور کے جس درجے پہ بھی کھڑے یہ تمہاری خود ساختہ ادھوری دنیا ہے اس سے آگے بڑھو (17) جسم کے علاوہ بھی اپنے موجودگی کا احساس پیدا کرو (18) زندگی میں متعدد کردار ادا کرنے کے باوجود اپنی اصلی شعوری ذات کو پہچانو (19) کائنات کی وحدت پہ غور کرو اور موجودات کے تعدد کا رخ وحدت کی طرف موڑنے کی سعی کیا کرو (20) یاد رکھو تمہارا سفر انسانوں کی محبت سے گزر کر خدا کی طرف جاتا ہے (21) نیکی اس طرح کرو کہ جب وہ فائدہ پہنچائے تو تمہاری اپنی ذات تقریبا غیر موجود ہو 22) جب تک تمہارا سلوک دوسروں کے ساتھ اچھا ہے تو تم اس فکر میں نہ پڑھو کہ تم تک پہنچنے والے وسائل کبھی کم پڑیں گے

(23) لوگوں کے صرف ظاہر پر نہ جاؤبلکہ ان کے نفوس کے اندرون کو بھی سمجھو (24) بہت سی پریشانیاں ایسی ہیں جو استعداد میں اضافہ کرتی ہیں اور خوشیوں کو دوبارہ زندہ کرتی ہیں (25) انسانوں کے وہ گروہ جو کسی وجہ سے رجعت کا شکار ہیں، انہیں اس عذاب سے نکالنا ہماری ذمہ داری ہے۔ (26) متعدد نظریات کے آگے پیچھے گھومنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا جب تک کہ کسی ایک سے باقائدہ آغاز نہ کیا جائے (27) اپنے آپ کو کسی بڑی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے ورنہ انسان کسی بھی کم درجے پہ رک سکتا ہے (28) زندگی میں پیش آنے والے واقعات دراصل درس ہوتے ہیں۔ کامیاب ہونے کے لیے ان دروس کو بغور پڑھنا ضروری ہے (29) جب انسان اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرتا تو فطرت کی قوتیں کچھ مواقع دینے کے بعد اسے تباہی کی طرف دھکیل دیتی ہیں (30) اعلی عرفان کے لوگ اپنے ظاہری احوال میں عیار نہیں ہوتے (31) جب تمہارا رُخ کائنات کے مرکزی شعور کی طرف ہوگا تو اس زندگی کی مشکلات عارضی اور معمولی محسوس ہوں گی (32) اعلی شعوری ذات انتہائی لطیف ہے وہ انا کی کثافت کو قبول نہیں کرتی (33) ایسا نہیں ہو سکتا کہ تو زمین اور آسمان ہر دو کے ساتھ بندھا ہوا ہو (34) جن لوگوں کے روحانی حواس بیدار نہیں وہ روحانی حقیقتوں کا انکار کرنے میں اپنے تیئں معذور ہوتے ہیں (35) یہ چیز بڑی دردناک ہے کہ اعمال کے نتائج، عمل کرنے والے اور اس کے لواحقین پر بھی اثرانداز ہوتے ہیں (36) تم حقیقت تک رفتہ رفتہ ہی پہنچو گے اور علم کے بعد مشاہدہ اور تجربہ بھی ضروری ہے (37) حالات کی تلخی تمہارے اصلی جوہر کو کوئی گزند نہیں پہنچاتی۔ (38) انسان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلسل معمولی مقاصد کے لیے جینا ہے (39) ایسی تمام مشقت جو بغیر کسی خالص منفعت کے ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیے (40) آزاد ہونا ایک بڑی خوبی ہے (41) وہ سارے وسائل جو ہم تک پہنچتے ہیں ایک پیچیدہ سلسلے سے گذر کر آتے ہیں (42) دنیا میں لوگوں کی فطرت میں فرق ہے اور اسے قبول کرنا چاہیے (43) انسان کا سفر خارج اور باطن ہر دو سمت میں ہونا چاہیے (44) ایک صاحبِ کشف کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بڑی ہستی کو رہنما مانے ورنہ خواب و خیال میں الجھ کر اپنے آپ کو ضائع کر دے گا (45) کائنات اتنی منظم ہے کہ اس میں غافل آدمی کا وجود باعثِ شرم ہے (46) ظاہری چمک دمک اور متابعت کسی چیز کی حقیقت کو ناپنے کا صحیح پیمانہ نہیں

(47) مادی ترقی کی دوڑ نے بہت سارے لوگوں سے ان کی فطری آزادی چھین لی ہے (48) زمین بھی ایک زندہ مخلوق ہے اور ماحولیات کے بگاڑ پہ ریسپانس کرتی ہے (49) اپنی شعوری ذات کو اپنے ذہن پر مقدم کرو (50) پاکیزہ رزق پہلی نیکی ہے اور صدقات اور خیرات اس میں سے پھوٹنے والی اگلی نیکی (51) اگر تم عرفانِ ذات کے مسافر ہو تو اپنی ذات کے مکان کی کنڈی اندر سے کھولنا مت بھولو (52) فائدہ انسان کی ذات کو پہنچایا جاتا ہے، پسِ منظر یا پیش منظر اہم نہیں ہوتا۔ (53) اپنی ذات کی تکمیل مکمل اور منظم طریقے سے کرنی چاہیے ورنہ ادھورے عمل کا نتیجہ ادھورا ہی ہوگا (54) روحانی یا شعوری ذات جسم سے الگ وجود رکھتی ہے (55) بے ذوق لوگ اہل ذوق کے کمال کی نفی اپنے لطیف ذوق کی عدم موجودگی کی وجہ سے کرتے ہیں (56) وراثت میں ملنے والے خصائل تربیت سے کسی خاص جہت میں ترقی دیے جا سکتے ہیں (57) جو حرکت اصول سے ہٹ کر ہو وہ فساد پیدا کرتی ہے۔ چاہے حرکت کرنے والا کتنا ہی معصوم کیوں نہ ہو (58) جیت کسی مقام پر اصولوں کے ساتھ پہنچنے کا نام ہے (59) روح یا اعلی شعور کی پیدائش جسم کی شکست وریخت کی طلبگار ہوتی ہے (60) آغاز کو بلکہ اس سے پہلے آغاز کی نیت کو بھی بہتر بناؤ، ورنہ بڑھوتری دیر پا نہیں ہوگی۔ (61) متناکر نفوس کی تعداد، متعارف کے مقابلے میں زیادہ پاؤ گے (62) اپنے مال واسباب کے اوپر سواری کرو (63) اگر محسوس کرو کے زندگی پر لذت نہیں تو اپنی حرکت میں تنوع پیدا کرو (64) قلب کا چراغ اگر نہ جلایا جائے تو آدمی اپنے ہی جذبات کے تیل میں ڈوب جاتا ہے۔ (65) کچھ عرصہ مسلسل محنت کی جائے تو پھر کم محنت یا بغیر محنت کے بھی پھل ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ (66) وراثت میں اگر فضیلت کلیم کرنی ہو تو پھر وہ خصائل بھی پیدا کرنے ہوتے ہیں، جو اس وراثت کا امتیاز ہو۔ (67) محنت کا خوشنما پھل مزدور کے میلے ہاتھوں پر فخر کرتا ہے۔ (68) مادی حجم، کسی شعوری امتیاز کے بغیر بے معنی ہے۔ (69) مرتبے میں چھوٹا شخص اگر آزاد ہو تو وہ ایسے اعلی مرتبہ شخص سے بہتر ہے جو اپنے اکثر امور میں آزاد نہ ہو۔ (70) اپنی ذات کے اندرون سے ضرور تعلق پیدا کرو تم بیرونی خوبصورتی کو بھول جاؤ گے۔ (71) ایسے لوگوں سے گریز کرو جو تمہیں پھر سے پیچھے کی طرف دھکیلنا چاہتے

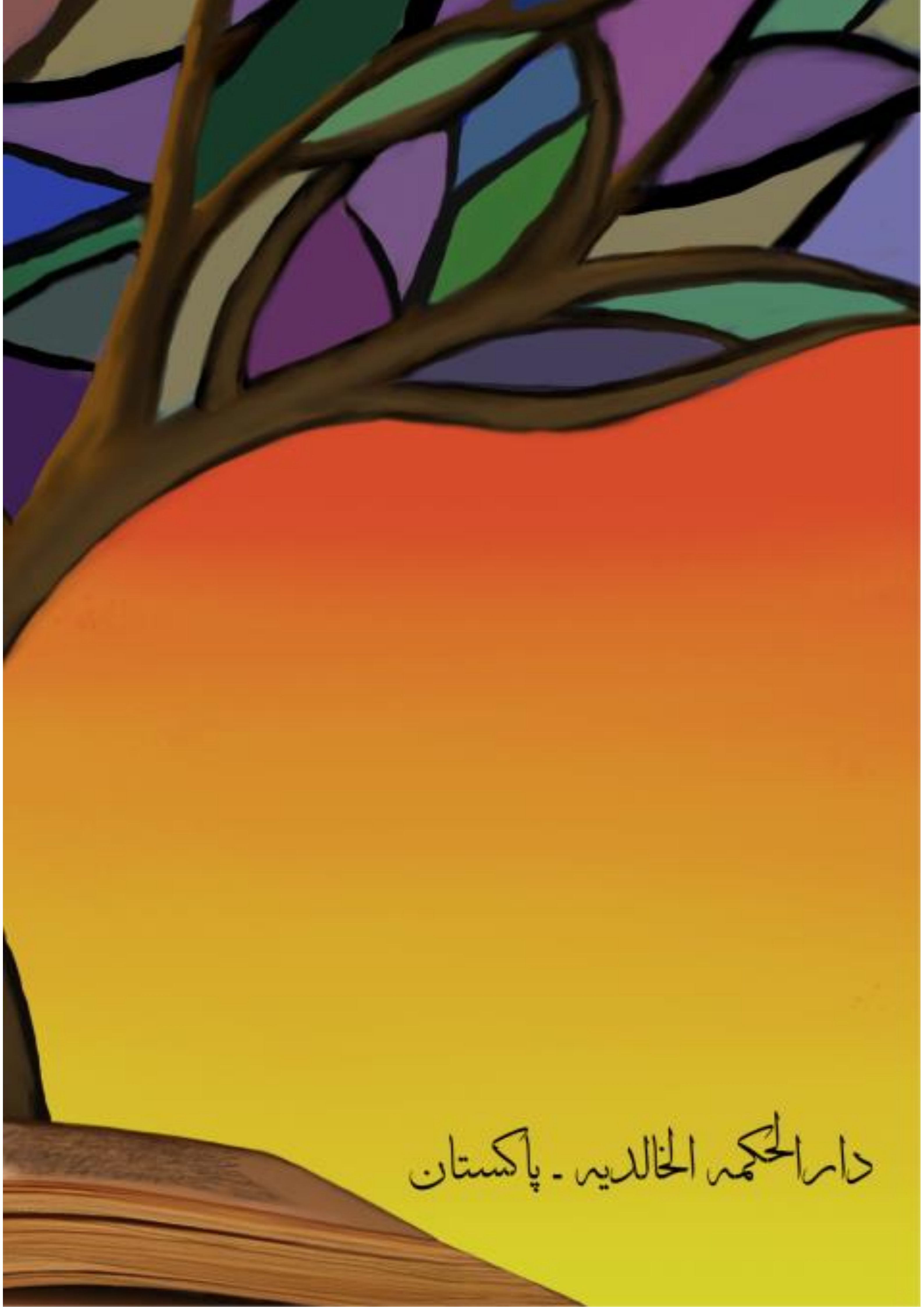



ہیں۔ (72) کئی لوگ جانوروں کی طرح اپنی عاقبت سے غافل ہوتے ہیں۔ (73) نیکی کو مزاج کا حصہ بناؤتا کہ انسانوں کے عمومی فائدے کا باعث بنو

(74) اعلی شعور کی ایک نسبت اس روشنی کی سی ہے جو سورج سے حاصل ہوتی ہے۔ (75) یہ زندگی عمل کا موقع ہے اور اس موقع کو آخری دم تک استعمال کرنا چاہیے۔ (76) یادرکھو سارے کچے رنگ دھل جائیں گے اس لیے اپنے آپ کو کسی ایک پکے رنگ میں رنگو۔ (77) تم آخر میں بس اپنی خالص ذات ہو۔اسی کی فکر کرو۔ (78) اپنے آپ کو دھوؤ،ماسواء کو دھونے سے ماسواء ہی دھلے گا۔ (79) اگر تم اس مرتبے پر پہنچ گئے کہ ہمسفروں کے دکھ بھی جذب کر لیتے ہو تو تم صحیح سمت میں جا رہے ہو۔ (80) دُور اندیشی انسان کو مصائب سے بچاتی ھے۔ (81) اپنے آپ کو لوگوں کے جذبات اور احساسات کی آماجگاہ مت بناؤ۔ (82) اگر نیک ہو کے عاجز نہیں ہو گے تو یہ مرتبہ جلد چھن جائے گا۔ (83) پھل ایک متعین طریقے سے ہی حاصل ہوتا ہے ایسے میں کوئی بھی چالاکی شرمندگی کا باعث بنتی ہے۔ (84) مرتبے کا دعوی صرف ذاتی جدوجہد کے بعد ہی کرنا چاہیے۔ (85) کوانٹٹی کی کوئی حیثیت نہیں اگر اس میں مقررہ پیمانے تک کوالٹی موجود نہ ہو۔ (86) روحانی سفر میں تنہائی کا احساس ایک وقت میں ضرور وصل پر منتج ہو گا۔ (87) یادرکھو نیک اور بد صحبت کی گاڑیاں الگ الگ منزل کی طرف رواں ہیں۔ (88) کسی آدمی کے صحیح ہونے کا معیار اس کی اپنی سوچ نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسے کسی معیاری کسوٹی پر نہ جانچا جائے۔ (89) مال واسباب سے بھرپور زندگی ذاتی شعوری زندگی کے اثبات کے بغیر بے معنی ہے۔ (90) پہلے اوپر کی طرف بڑھو۔جب اوپر کی طرف اٹھ جاؤ گے تو نیچے کے معاملات حل کرنا آسان ہو جائینگے۔ (91) اوسط معاملہ ٹھیک ہو جائے تو پھر صرف ان امور میں اپنی توانائی صرف کرو جو تمہیں حقیقی طور پر فائدہ دے سکیں۔(92) اگر تم نے بڑا برتن نہیں خریدا تو زیادہ کی طلب محض ایک غلطی ہے۔ (93) اپنی اصل کو پہچانو اور اس کو تقویت دو۔ (94) تمہارے اعمال نتیجے پیدا کرتے ہیں جو سایوں کی طرح تمہارے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔(95) مشابہ چیزوں سے ہوشیار رہو۔ (96) ترقی کی طرف ہمیشہ درجہ بہ درجہ بڑھو تا کہ تمہاری مضبوطی قائم رہے۔ (97) تم جو کچھ بھی اپنے باطن اور خارج میں بناؤ ان سب کا حاصل ایک ہونا چاہیے۔

(98) اپنے احساس اور جذبات کو مناسب رستہ دو۔ (99) زندگی میں پیش آنے والے حوادث سے بچنے کے لیے اپنے اندرونی نقائص کو دور کرو۔ (100) جسم کے علاوہ بھی اپنے موجودگی کا احساس پیدا کرو۔

-- تمت بالخیر--


دار الحکمہ الخالدیہ - پاکستان